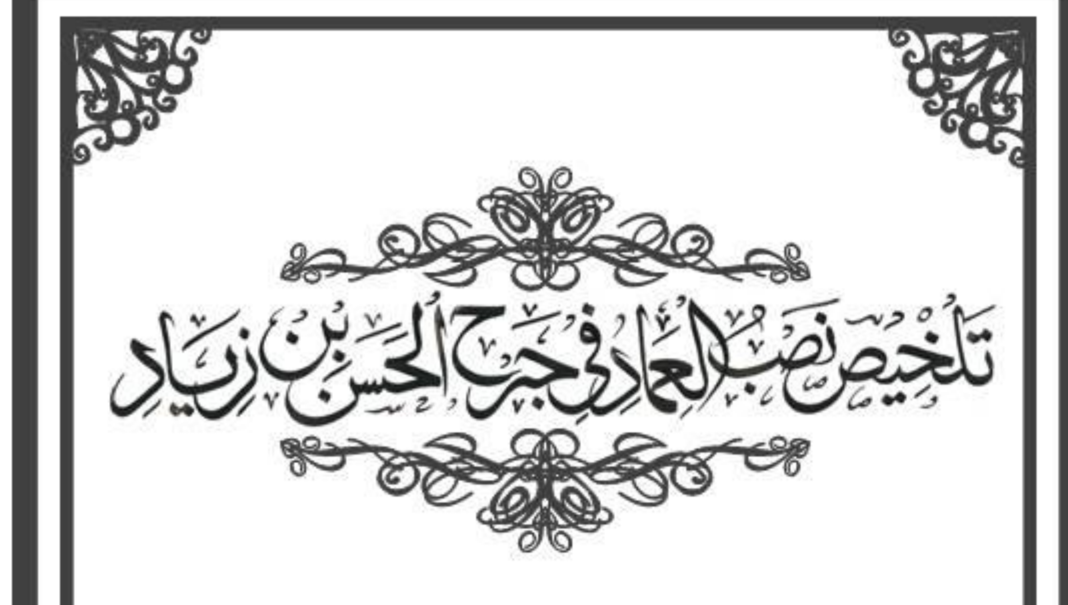


تلخیص نصب العماد فی جرح الحسن بن زیاد

تالیف:

فضیلۃ الشیخ حافظ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب:

منہاج السنۃ النبویۃ صلی اللہ علیہ وسلم لابرری ٹیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

منہاج السنت ڈاٹ کام پر تمام ''پی ڈی یف''کتب قارئین کے مطالعے اور دعوتی واصلاحی مقاصد کے لئے اپلوڈ کی جاتی ہیں۔

تنبیہ

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی سخت ممانعت ہے، اور ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی ، قانونی و شرعی جرم ہے۔

منہاج السنت النبویہ ﷺ لائبریری ٹیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ ربّ العالمین ولصّلوٰۃوالسّلام علیٰ رسولہ الأمین،أمابعد:

فضیلۃ الشیخ حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کی مشہور کتاب: تحقیقی،اصلاحی اور علمی مقالات اور مجلہ الحدیث سے "**تلخیص نصب العمادفی جرح الحسن بن زیاد**"کا خلاصہ مع فوائد پیشِ خدمت ہے، جس سے صاف ثابت ہے کہ جلیل القدر محدثین کرام رحمہم اللہ اجمعین نے حنفی فقیہ حسن بن زیاداللؤلؤی پر شدید جرح کررکھی ہے۔

حسن بن زیاداللؤلؤی(متوفی204ھ)کے بارے میں محدثینِ کرام اور علمائے عظام کی گواہیاں اور تحقیقات پیشِ خدمت ہیں:

حسن بن زیاداللؤلؤی(حنفی فقیہ)کے حالات بلحاظِ جرح وتعدیل:سب سے پہلےلسان المیزان میں سے حسن بن زیاد کاتذکرہ نقل کرکے اس کاترجمہ وتحقیق قلم بند کی ہے،اور بعد میں دیگر فوائد کااستدراک کیاہے،اس تمام تحقیق میں اصولِ حدیث اور اصولِ جرح وتعدیل کاپوراپوراخیال رکھاگیاہے،ثابت اور غیر ثابت،دونوں کوواضح کردیاگیاہے تاکہ کسی قسم کا اشتباہ باقی نہ رہے،ارشادِ باری تعالیٰ ہے:﴿وَاِذَاقُلۡتُمۡ فَاعۡدِلُوۡا﴾اورجب بات کروتوعدل وانصاف(سے بات)کرو۔(سورۃ الانعام:152)

اس مضمون میں یہ ثابت کردیاگیاہے کہ حسن بن زیاداللؤلؤی کذاب خبیث اور غلط حرکات کامرتکب ایک ساقط العدالت فقیہ تھا،کوثری پارٹی(محمد زاہد کوثری اور ذریتِ کوثری)دن رات، جھوٹ کو سچ اور سیاہ کو سفید ثابت کرنے کی کوشش میں مگن ہے، جلیل القدر محدثین کرام کی گواہیوں کے مقابلے میں ان لوگوں کاحسن بن زیاد مذکور کو ثقہ وموثق ثابت کرنے کی کوشش باطل ہے،سب سے پہلے لسان المیزان کی عبارت مع ترجمہ پیشِ خدمت ہے۔

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ (متوفی852ھ) لکھتے ہیں (**لسان المیزان**:208/2، میں): "الحسن بن زیاداللؤلؤی الکوفی عن ابن جریج وغیرہ،وتفقه علی أبي حنیفةروی أحمدبن أبي مریم وعباس الدوری عن یحیی بن معین رحمہ اللہ:کذاب،وقال محمدبن عبداللہ ابن نمیر:یکذب علی ابن جریج،وکذاکذبه أبوداؤد رحمہ اللہ فقال:کذاب غیرثقة "حسن بن زیاد اللؤلؤی الکوفی،ابن جریج وغیرہ سے (اس نے روایت کی ہے) اور ابو حنیفہ سے فقہ سیکھی ہے۔(حسن بن زیاد نے ابو حنیفہ سے فقہ سیکھی / اس کی صحیح متصل دلیل معلوم نہیں ہے۔ واللہ اعلم)

احمد (بن سعدبن الحکم) ابن مریم (**صحیح**/الکامل لابن عدی:731-450/2،لفظ "کذوب لیس بشئی "وسندہ صحیح) اور عباس (بن محمد) الدوری (**صحیح**/تاریخ ابن معین [روایةعباس الدوری]:1765،وضعفه فی بعض الروایات [انظر الضعفاءللعقیلی:227/1،سندہ صحیح۔ تاریخ بغداد:316/7،وسندہ حسن وال تناقض فی الأقوال]) نے (حسن بن زیاد کے بارے میں) یحیٰ بن معین رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ : کذاب ہے۔ محمد عبداللہ بن نمیر نے کہا : وہ ابن جریج پر جھوٹ بولتا ہے (**ضعیف**/الکامل :731/2،وسندہ ضعیف، اس میں ابن سعید (یعنی ابن عقدہ) راوی ضعیف ہے دیکھئے :سوالات حمزہ السھمی:166۔والکامل:209/1۔تاریخ بغداد:237/2۔لسان المیزان :263/1-266۔التنکیل للمعلمی الیمانی :461-219/1۔مقدمةمسائل محمد بن عثمان بن ابی شیبة(تحقیقی):14-15)

اور اسی طرح اسے ابوداؤد رحمہ اللہ (سلیمان بن الاشعث ،صاحب السنن) نے جھوٹا قرار دیا اور فرمایا: وہ کذاب غیر ثقہ ہے۔(**ضعیف**/تاریخ بغداد:317/7-3827،بلفظ "کذاب غیرثقةولامأمون "وسندہ ضعیف ،اس کا راوی ابو عبید محمد بن علی الآجری غیر موثق و مجہول الحال ہے، دیکھئے:مقدمةسوالات الآجری:41،اور میری کتاب :القول المتین فی الجھر بالتامین:20-21)۔

(لسان المیزان میں ابن المدینی، ابو حاتم الرازی، امام دارقطنی اور محمد بن حمید الرازی کے اقوال نقل کئے گئے ہیں): "وقال ابن المدینی:لایکتب حدیثه وقال أبوحاتم:لیس بثقةولامأمون وقال الدارقطنی:ضعیف متروک وقال محمدبن حمیدالرازی:مارأیت أسوأصلوةمنه (لسان المیزان:208/2)"۔(علی بن عبداللہ بن جعفر، عرف) ابن المدینی نے کہا: اس

کی حدیث لکھی نہیں جاتی (**ضعیف**/تاریخ بغداد:316/7،بلفظ"أسدبن عمرووالحسن بن زیاد اللؤلؤی لا یکتب حدیثھما"،وسندہ ضعیف،اس کے راوی **عبداللہ بن علی بن عبداللہ المدینی** کی توثیق نامعلوم ہے دیکھئے:تاریخ بغداد:10،9،10-5119۔وسوالات حمزہ السھمی للدارقطنی وغیرہ(323)بلکہ امام دراقطنی رحمہ اللہ کاایک قول اس راوی کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ کرتاہے[دیکھئے:سولات السھمی:387])

اور ابوحاتم الرازی رحمہ اللہ نے کہا: وہ نہ ثقہ ہے اور نہ مامون(امین،قابل اعتماد)ہے(**صحیح**/الجرح والتعدیل:15/3،بلفظ"ضعیف الحدیث لیس بثقۃولامأمون"اور یہی قول علل الحدیث لابن ابی حاتم :432/2، ح:2806،میں موجودہے)

(**عبداللہ بن علی بن عبداللہ المدینی** کے بارے میں) دارقطنی رحمہ اللہ نے کہا:ضعیف متروک ہے(کتاب الضعفاءوالمتروکین:187۔)

تنبیہ:"ضعیف"والا قول باسند صحیح نہیں ملا،کذاب متروک والا قول صحیح ہے۔

محمد بن حمیدالرازی(حافظ ضعیف وکان ابن معین حسن الرأی فیہ[تقریب التھذیب:5834]یہ (محمد بن حمید)الرازی سخت مجروح راوی ہے،دیکھیے:تھذیب التھذیب:127/9-131،وغیرہ)نے کہا:میں نے اس سے زیادہ ،غلط طریقے پر نماز پڑھنے والا کوئی نہیں دیکھا(**ضعیف**/الکامل لابن عدی:731/2،وسندہ ضعیف،اس کاراوی احمد بن حفص السعدی ضعیف ہے،دیکھئے:الکامل لابن عدی:202/1-203۔ولسان المیزان:162/1-163)۔

(لسان المیزان:208/2)

"البویطی رحمہ اللہ :سمعت الشافعی رحمہ اللہ یقول:قال لی الفضل بن الربیع:أناأشتھی مناظرتک واللؤلؤی:ف قلت[انہ]لیس ھناک ،فاقل:أناأشتھی آلک،قال:فأحضرناوأتینابطعام فأکلنا،فقال رجل معی لہ:ماتقول فی رجل قھقہ فی الصلوٰۃ؟قال:بطلت صلاۃ،قال:فطھارتہ؟قال:وطھارتہ،قال:فماتقول فی رجل قذف محصنۃفی الصلوٰۃ؟قال:بطلت صلاتہ، قال:وطھارتہ؟ قال : بحالھا

،فقال له:قذف المحصنات أیسرمن الضحک فی الصلوٰۃ؟قال:فأخذاللؤلؤی نعلیه وقام،فقلت للفضل:قدقلت لک انه لیس هناک(لسان المیزان:208/2)"

بویطی رحمہ اللہ(یوسف بن یحییٰ القرشی---صاحب الشافعی ثقه فقیه من أهل السنة[التقریب:7892])سے روایت ہے کہ میں نے الشافعی رحمہ اللہ(امام محمدبن ادریس الشافعی رحمہ اللہ:فقیه البدن صدوق اللسان،قاله أبوحاتم الرازی رحمہ اللہ [آداب الشافعی ومناقبه لابن ابی حاتم :66،وسنده صحیح])سے سنا،انہوں نے فرمایا:مجھے(وزیر)فضل بن ربیع(حاجب (امیرالمؤمنین) هارون الرشید[تاریخ بغداد:343/2-6785])نے کہا:میں آپ کولؤلؤی سے مناظرہ کراناچاہتاہوں،میں نے کہا:وہ نہیں کرسکتا،اس نے کہا: میں کراناچاہتاہوں ،پس اس نے ہمیں اکٹھاکیااور کھانا لایاگیاتو ہم نے کھایا،میرے ایک ساتھی نے اس(لؤلؤی)سے کہا:جو شخص نماز میں قہقہہ لگاکر ہنس پڑے اس کے بارے میں آپ کا کیاخیال ہے؟اس نے کہا:نماز باطل ہوگئی،اس آدمی نے کہا:اور وضوء؟لؤلؤی نے کہا:وضوء بھی ٹوٹ گیا،اس آدمی نے پوچھا:آپ کااس آدمی کے بارے میں کیاخیال ہے جو نماز میں کسی پاک دامن عورت پرزناکی تہمت لگائے؟اس نے کہا نماز فاسد ہوگئی،اس نے پوچھا:اوروضوء؟لؤلؤی نے کہا:وضوء برقرارہے،تووہ آدمی بولا:آپ کے نزدیک نماز میں پاک دامن پرزناکی تہمت لگانانماز میں ہنسنے سے کم ترہے؟تولؤلؤی اپنے جوتے لے کراٹھ کھڑاہوا(اوربھاگ گیا)میں نے فضل سے کہا:میں نے آپ کوپہلے کہاتھاکہ اس کی یہ حیثیت نہیں ہے کہ وہ مناظرہ کرسکے(**صحیح**/الکامل لابن عدی:731/2۔وعنه البیهقی فی مناقب الشافعی:218/1-219۔ابوجعفر محمدبن زاہربن حرب بن شداد النسائی کے بارے میں ابوحاتم الرزای رحمہ اللہ نے کہا:ولم یکن به بأس[الجرح والتعدیل:260/7]دوسری سند(آداب الشافعی ومناقبه لابن ابی حاتم:128،اس میں ابومحمدالسجستانی کی توثیق نامعلوم ہے، تاریخ دمشق لابن عساکر:299/54،عن ابن ابی حاتم وعنده ابوالحسن السجستانی!؟)تیسری سند(مناقب الشافعی للبیهقی:217/1-218،اس میں ابوسلیمان نامعلوم ہے))

(لسان المیزان:208/2)

❁ (**وضاحت**): سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری ﷛ نماز میں ہنسنے کی وجہ سے دوبارہ وضوء کرنے کے قائل تھے(سنن الدارقطنی:14/1،حدیث:650،وسندہ صحیح)یہی تحقیق عطاء بن ابی رباح ﷫(مصنف ابن ابی شیبۃ:387/1،حدیث:3913،وسندہ صحیح)عروہ بن الزبیر ﷫(مصنف ابن ابی شیبۃ،حدیث:3912،وسندہ صحیح)محمد بن مسلم الزہری ﷫(مصنف عبدالرزاق:377/2،حدیث:3765،وسندہ صحیح)اور قاسم بن محمد ﷫ (مصنف عبدالرزاق،حدیث:3769،وسندہ صحیح)کی ہے ۔یادرہے کہ نماز میں ہنسنے سے نماز بالاجماع ٹوٹ جاتی ہے(الاجماع لابن المنذر،صفحہ:32،رقم:6)۔

"وقال محمدبن رافع النیسابوری:کان الحسن بن زیادیرفع رأسہ قبل الامام ویسجدقبلہ،مات سنۃأربع ومائتین وکان رأساًفی الفقہ،انتھی

وقال النضربن شمیل لرجل کتب کتب الحسن بن زیاد:لقدجلبت الی بلدک شراً"

محمد بن رافع النیسابوری ﷫(ثقۃ عابد[تقریب التھذیب:587/2])نے کہا: حسن بن زیاد(نماز میں)امام سے پہلے سر اٹھاتا تھااور امام سے پہلے سجدہ کرتا تھا(**صحیح**/کتاب الضعفاءللعقیلی:227/1-228-272،وسندہ صحیح۔اخبار القضاۃ لوکیع بن خلف:189/3)وہ دوسو چار(204ھ)میں فوت ہوااور(حنفی)فقہ میں سردار تھا(ہم ایسے فقہ سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں جس میں امام سےپہلے سجدہ کیاجائےاور امام سے پہلے سر اٹھایاجائے،نماز کی حالت میں لڑکوں کے بوسے لئے جائیں،نبی کریم ﷺ نے فرمایا:"أمایخشی الذی یرفع رأسہ قبل الامام أن یحول اللہ رأسہ حمار؟"جو شخص امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے کیا اسے اس کاڈر نہیں کہ اللہ اس کا سر گدھے کا سر بنادے؟[صحیح مسلم :427،وللفظ لہ وصحیح البخاری:691]) انتھی(یہاں تک میزان الاعتدال :491/1-1849،کی عبارت ہے،اس کے بعد حافظ ابن حجر ﷫ کاکلام ہے)نضر بن شمیل نے ایک آدمی سے کہا: جس نے حسن بن زیاد کی کتابیں لکھی تھیں:تووہ اپنے علاقے کی طرف شر لے گیاہے(**ضعیف**/تاریخ بغداد:315/7،وسندہ ضعیف)

(لسان المیزان:209/2)

"وقال جزرة:لیس بشئی،لاھومحمودعندأصحابناولاعندھم یعنی أصحابہ،قیل لہ:بأی شئی تتھمہ؟قال:بداءولیس ھوفی الحدیث بشئی،

وقال أبوداود:عن الحسن بن علی الحلونی:رأیت اللؤلؤی قبّل غلاماًوھوساجد

وقال أبوداودماتقدم وزاد:ولامأمون،وقال أبوثور:مارأیت أکذب من اللؤلؤی،کان علی طرف لسانہ:ابن جریج عن عطاء"

اور(صالح بن محمدالبغدادی)جزرہؒ(وکان صدوقًاثبتاًأمیناً۔۔۔الخ[تاریخ بغداد:4862-323/9])نے کہا:وہ کچھ چیز نہیں ہے، وہ نہ ہمارے ساتھیوں کے نزدیک اچھاہے اور نہ اپنے ساتھیوں کے نزدیک اچھاہے،پوچھاگیاکہ آپ اسے کس چیز میں متہم سمجھتے ہیں؟انہوں نے کہا: بری بیماری کے ساتھ(یعنی قومِ لوط کی حرکات والی بیماری) اور وہ حدیث میں کچھ چیز نہیں ہے۔(**ضعیف**/تاریخ بغداد:315/7،اس میں ابوالعلاء محمد بن علیالواسطی ضعیف ہے، دیکھئے: تاریخ بغداد:1094-99-95/3۔ومیزان الاعتدال :654/3۔ولسان المیزان:296/5-297)

ابوداودؒ نے حسن بن علی الحلوانیؒ(ثقۃ،حافظ لہ تصانیف[التقریب:1262])سے نقل کیاکہ:میں نے دیکھا،لؤلؤی نے سجدے کی حالت میں ایک لڑکے کا بوسہ لیاتھا(**صحیح**/تاریخ بغداد:316/7،وعندہ الحسن بن زیاد الحلوانی وھوخطأمطبعی،وسندہ صحیح)

[ابوداودؒ فرماتے ہیں:لؤلؤی کذاب غیر ثقہ اور"ولامأمون"(غیر امین،ناقابل اعتماد)] ۔(**ضعیف**/تاریخ بغداد:3827-317/7،بلفظ"کذاب غیرثقۃولامأمون"وسندہ ضعیف،اس کاراوی ابوعبید محمد بن علی الآجری غیر موثق و مجہول الحال ہے،دیکھئے:مقدمۃسوالات الآجری:41،اور میری کتاب:القول المتین فی الجہر بالتامین:20-21)

ابو ثور (ابراہیم بن خالد) نے کہا: میں نے لؤلؤی سے زیادہ جھوٹا کوئی نہیں دیکھا، ابن جریج عن عطاء والی سند اس کی زبان پر (ہر وقت) جاری تھی (**ضعیف**/تاریخ بغداد: 317/7، وسندہ ضعیف، ابو عبید الآجری مجہول الحال ہے)

(لسان المیزان: 209/2)

"وقال احمدبن سلیمان الرھاوی: رأیته یوماً فی الصلوۃ وغلام أمرد الی جانبه فی الصف فلما سجدوامدیده الی خدالغلام فقر صه ففارقته، فلاأحدث عنه، وقیل لیزیدبن ھارون: ماتقول فی اللؤلؤی؟ فقال: أومسلم ھو؟ وقال یعلی بن عبید: اتق اللؤلؤی

وقال ابن أبی شیبة رحمه الله: کان أبوأسامة یسمیه الخبیث"

احمد بن سلیمان الرہاوی رحمه الله (ثقہ حافظ [تقریب التھذیب: 43]) نے کہا: میں نے ایک دن اسے نماز میں دیکھا، اس کے ساتھ صف میں ایک بغیر ڈاڑھی مونچھ کے لڑکا تھا، جب وہ سجدہ کرتا تو یہ اپنا ہاتھ لمبا کرکے لڑکے کی رخسار پر چٹکی بھرتا، پس میں نے اسے چھوڑ دیا میں اس سے حدیث بیان نہیں کرتا (**ضعیف**/الکامل لابن عدی: 731/2، وسندہ ضعیف، اس میں ابن حماد الدولابی ضعیف ہے اور ابراہیم بن الاصبغ نامعلوم التوثیق ہے)

یزید بن ہارون رحمه الله (ثقہ متقن عابد [تقریب التھذیب: 7789]) سے کہا گیا: آپ لؤلؤی کے بارے میں کیا خیال ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: کیا وہ مسلمان ہے؟ () یعلی بن عبید () نے کہا: لؤلؤی سے بچو ()

(ابو بکر) ابن ابی شیبہ نے کہا: ابو اسامہ اسے خبیث کہتے تھے ()

(لسان المیزان: 209/2)

"وقال یعقوب بن سفیان والعقیلی والساجی: کذاب، وقال النسائی: لیس بثقة ولامأمون، قلت: ومع ذلک کله فأخرج له أبوعوانة فی مستخرجه والحاکم فی مستدرکه وقال مسلمة ابن قاسم: کان ثقة رحمه الله تعالیٰ"

یعقوب بن سفیان "الفسوی" رحمہ اللہ (**صحیح**/کتاب المعرفۃوالتاریخ:3/56،وقال :"الحسن اللؤلؤی کذاب") عقیلی (عقیلی کا یہ حوالہ نہیں ملا،تاہم عقیلی نے اسے اپنی کتاب الضعفاء:1/227،میں ذکر کیا ہے)اور الساجی(الساجی کا حوالہ نہیں ملا)نے کہا: کذاب ہے، اور نسائی نے کہا:نہ وہ ثقہ ہے اورنہ مامون ہے (کتاب الضعفاءوالمتروکین:156،وقال النسائی فی الطبقات:266،دوسرانسخہ:310،"والحسن بن زیاد اللؤلؤی کذاب خبیث")

میں کہتاہوں (یعنی حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ)ان تمام (جروح)کے باوجودابوعوانہ رحمہ اللہ نے اس سے مستخرج(اگر مستخرج ابوعوانہ میں جمہور محدثین کے نزدیک مجروح راوی کی روایت ہوتواس کی توثیق کی دلیل نہیں ہے،حافظ ذہبی رحمہ اللہ ایک راوی عبداللہ بن محمد البلوی کے بارے میں لکھتے ہیں :"روی عنہ أبوعوانۃفی **صحیحہ** فی الاسستقاءخبراًموضوعاً"[میزان الاعتدال:2/491-ولسان المیزان:3/338])میں اور حاکم نے مستدرک(اگرمستدرک میں جمہور محدثین کے نزدیک مجروح راوی کی روایت ہوتو یہ اس کی توثیق کی دلیل نہیں ہے)میں روایت لی ہے اور مسلمہ بن قاسم (مسلمہ بن قاسم بذاتِ خودضعیف ہے،دیکھئے:میزان الاعتدال:4/112-ولسان المیزان:6/35)نے کہا:وہ ثقہ تھارحمہ اللہ تعالیٰ۔

(لسان المیزان :2/208-209-2470)

ان جمہور کے مقابلے میں اگرابوعوانہ وحاکم کی توثیق مل جاتی توبھی مردود تھی،یادرہے کہ درج بالا محدثین میں سےابن معین،نسائی اوریعقوب بن سفیان(الفسوی)وغیرہم(رحمہم اللہ)کی جرح بہت شدید ہے۔

(حسن بن زیاداللؤلؤی پر جرح کاخلاصہ پیشِ خدمت ہے):

1۔امام یحیٰ بن معین رحمہ اللہ نے فرمایا:"وحسن اللؤلؤی کذاب"اور حسن (بن زیاد)اللؤلؤی کذاب ہے ۔(تاریخ ابن معین،روایۃالدوری:1765،الجرح وتعدیل:3/15،وسندہ صحیح۔الکامل لابن عدی:2/731۔ الضعفاءللعقیلی :1/228 ۔ اخبارالقضاۃ:3/189،وسندہ صحیح)

2۔امام دارقطنی رحمہ اللہ نے کہا:"کذاب کوفی متروک الحدیث"(تاریخ بغداد:317/7،وسندہ صحیح)

3۔یعقوب بن سفیان الفارسی رحمہ اللہ نے کہا:"الحسن اللؤلؤی کذاب"(المعرفۃوالتاریخ:56/3۔تاریخ بغداد:317/7،وسندہ صحیح)

فائدہ: مشہور کتاب المعرفۃ والتاریخ کے بنیادی راوی امام عبداللہ بن جعفر بن درستویہ الفارسی رحمہ اللہ جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق ہیں۔

1)ابوسعد حسین بن عثمان الرازی رحمہ اللہ نے انہیں ثقہ ثقہ کہا۔(تاریخ بغداد:429/9)

2)مشہور ثقہ امام ابن مندہ الحافظ رحمہ اللہ نے ان کی تعریف کی اور انہیں ثقہ کہا۔(ایضاً:5045)

3)امام بیہقی رحمہ اللہ نے ابن درستویہ رحمہ اللہ کی بیان کردہ حدیث کو "ھذا اسناد صحیح" کہا۔(دلائل النبوۃ:447/،السنن الکبریٰ:399/1)

4)ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا:"وکان ثقۃ"۔(سیراعلام النبلاء:531/15)

5)حاکم رحمہ اللہ نے ان کی بیان کردہ حدیث کو "صحیح الاسناد" کہا۔(المستدرک:318/4ح7892،ووافقہ الذہبی)

6)ضیاء المقدسی رحمہ اللہ نے المختارۃ میں ان سے حدیث بیان کی۔(المختارۃ:52/7ح:2453)

7)ابوالقاسم الازہری رحمہ اللہ نے بھی یہ گواہی دی کہ میں نے ابن درستویہ رحمہ اللہ کی اصل کتاب دیکھی،ان کی اصل اچھی تھی اور ان کا سماع صحیح تھا۔(تاریخ بغداد:429/9)

ان کی علاوہ کئی علماء نے ان کی تعریف بھی کی اور جمہور کی اس توثیق کے بعد ابن درستویہ رحمہ اللہ پر ھبۃ اللہ بن الحسن الطبری اور برقانی کی جرح باطل ومردود ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے لکھا: "ولم یضعفه أحدبحجة" کسی ایک نے بھی انہیں دلیل کے ساتھ ضعیف قرار نہیں دیا۔(العبرفی خبرمن غبر:3/77،وفیات:347ھ)

ظہور احمد حضروی (ننھے کوثری) نے بحوالہ تاریخ بغداد امام ھبۃ اللہ الطبری سے نقل کیا ہے کہ "مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ (فلاں) حدیث بیان کرے تو ہم تجھے ایک درہم دیں گے، اس پر اس نے وہ حدیث بیان کر دی حالانکہ اس نے عباس الدوری سے وہ حدیث نہیں سُنی تھی"۔(تلامذہ امام اعظم ابوحنیفہ کا محدثانہ مقام ص505 بحوالہ تاریخ الخطیب 9/435)

حالانکہ اس حکایت کے متصل بعد خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے فرمایا: "وهذه الحكاية باطله۔۔۔" اور یہ حکایت باطل ہے۔الخ(تاریخ بغدادونسختنا،9/429تا545)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی خطیب بغدادی رحمہ اللہ کے اس فیصلے کو نقل کر کے برقرار رکھا ہے۔ (دیکھئے:النبلاء 15/532)

خطیب رحمہ اللہ کی یہ جرح چھپانا ظہور احمد کی خیانتوں میں سے ایک بہت بڑی خیانت ہے۔بطور فائدہ عرض ہے کہ حافظ ابن عدی رحمہ اللہ نے حسن بن زیاد پر جب جرح کی تو ظہور احمد نے لکھا: "حافظ ابن عدی رحمہ اللہ کی یہ جرح اس پر مبنی ہے کہ ابن نمیر وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ امام حسن بن زیاد ابن جریج پر جھوٹ بولتے تھے، لیکن خود علی زئی نے یہ اعتراف کیا ہے کہ ابن نمیر سے یہ قول ثابت نہیں ہے بلکہ اس کی سند ضعیف ہے۔۔۔" (تلامذہ امام اعظم ابوحنیفہ کا محدثانہ مقام، صفحہ:516)

اس ظہوری بیان سے معلوم ہو کہ اگر کسی امام کی جرح کی سند ثابت نہ ہو وہ جرح ختم ہو جاتی ہے۔اب امام ہبۃاللہ کا بیان: "مجھے یہ بات پہنچی ہے بے سند ہونے کی وجہ سے ثابت نہیں، لہٰذا ان کی جرح بھی ظہور احمد کی رُو سے مردود ہے اور اسے بطورِ حجت پیش کرنا ظہور و ثنا کے تعصب اور تجاہلِ عارفانہ کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟"۔

ظہور احمد کا ایک جھوٹ: ظہور احمد نے مزید لکھا ہے کہ: "نیز عبداللہ بن درستویہ رحمہ اللہ سے ما قبل سند بھی نامعلوم ہے"۔(تلامذۂ امام اعظم ابو حنیفہ کا محدثانہ مقام، صفحہ: 506)

حالانکہ عبداللہ بن جعفر بن درستویہ رحمہ اللہ سے ما قبل سند معلوم ہے، اسے ثقہ اما ابوالحسین محمد الحسین بن الفضل القطان البغدادی رحمہ اللہ نے ابن درستویہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے۔(دیکھئے: كتاب المعرفة والتاريخ: 115/1۔تاريخ بغداد: 7/ 316تا317)

4۔امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا: "والحسن بن زياد اللؤلؤى كذاب خبيث"(الطبقات للنسائى آخركتاب الضعفاء، ص:266، دوسرا نسخہ ص:310)

5۔امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ سے حسن بن زیاد اللؤلؤی کے بارے میں پوچھا گیا کہ آپ کا اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟ انہوں نے فرمایا: "أوَمسلم هو؟" کیا وہ مسلمان ہے؟(الضعفاءللعقيلى:227/1، سنده صحيح، دوسرا نسخہ:246/1۔ تاريخ بغداد:316/7 سنده صحيح۔ اخبار القضاة لمحمد بن خلاف بن حيان وكيع:189/3، وسنده صحيح)

فائدہ:

اس قول کے راوی امام ابوالعباس احمد بن علی بن مسلم الا بار البغدادی رحمہ اللہ بالاجماع ثقہ راوی ہیں، انہیں امام دارقطنی، خطیب بغدادی، حاکم نیشاپوری، ضیاءالدین مقدسی، ابونعیم الاصبہانی، ابن ناصرالدین اور حافظ ذہبی رحمہم اللہ

نے ثقہ قرار دیا اور ان پر حافظ ذہبی رحمہ اللہ کی جرح ہر گز ثابت نہیں، بلکہ یہ جرح ابوالفرج احمد بن علی بن جعفر بن محمد الخیوطی (دوسرے راوی) پر ہے۔ (پیشِ خدمت ہے امام ابوالعباس احمد بن علی بن مسلم الابار البغدادی رحمہ اللہ کا مختصر تعارف معہ توثیق)

امام ابوالعباس احمدبن علی بن مسلم الابار رحمہ اللہ

نام ونسب: امام ابوالعباس احمد بن علی بن مسلم الابار الختّلی البغدادی الخیوطی رحمہ اللہ

ولادت: 210ہجری سے چند سال پہلے۔ (دیکھئے، سیر اعلام النبلاء 444/13)

اساتذہ: مسدد، عبداللہ بن محمد بن اسماء امیہ بن بسطام، علی بن عثمان اللاحقی، العباس بن الولید النرسی، محمود بن غیلان، یعقوب بن حمید بن کاسب علی بن حجر اور ابو قدامہ السرخسی وغیر ہم۔ رحمہم اللہ تعالیٰ

تلامذہ: ابوالعباس محمد بن السراج النیسابوری، یحییٰ بن صاعد، ابو سہل ابن زیاد القطان، اسماعیل بن علی الخطبی، دعلج بن احمد، جعفر بن محمد بن الحکم اور احمد بن جعفر بن سلم وغیر ہم۔ رحمہم اللہ تعالیٰ

علمی مقام: اسماء الرجال اور اصولِ حدیث کی رُو سے آپ کا علمی مقام، عدالت و امامت اور وثاقت درج ذیل ہے:

1) حافظ ابو بکر الخطیب البغدادی رحمہ اللہ (متوفی 463ھ) نے فرمایا: "وکان ثقۃً حافظاً متقناً، حسنَ المذھب" اور آپ ثقہ حافظ متقن، اچھے مذہب والے (اچھی سیرت والے پرہیز گار) تھے۔ (تاریخ بغداد 306/4 تا 2093)

2) امام ابوالحسن الدارقطنی رحمہ اللہ (متوفی 385ھ) نے فرمایا: "ثقۃ" وہ ثقہ (قابلِ اعتماد سچے راوی) ہیں۔ (تاریخ بغداد: 307/4، سندہ صحیح)

3)حاکم نیشاپوریؒ نے امام احمد بن علی الابارؒ کی بیان کردہ ایک حدیث کے بارے میں فرمایا:"هذاحديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه"یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور اسے بخاری و مسلم نے روایت نہیں کیا۔(المستدرک ،جلد:1،صفحه:227،حدیث:826)

حافظ ذہبیؒ نے تلخیص المستدرک میں فرمایا:"على شرط مسلم"(جلد:1،صفحه350)

نیز دیکھئے المستدرک للحاکم(317/4،حدیث:7888)مع تلخیص الذہبیؒ۔

ثابت ہوا کہ حاکم کے نزدیک امام احمد بن علی الابارؒ ثقہ و صحیح الحدیث راوی ہیں۔

4)ضیاء الدین ابوعبداللہ محمد بن عبدالواحد المقدسیؒ(متوفی:643ھ)نے اپنی مشہور کتاب المختارۃ میں امام احمد بن علی الابارؒ سے اپنی سند کے ساتھ احادیث بیان کیں،مثلاً دیکھئے:(الاحادیث المختارة، جلد2،صفحه:109، حدیث:483)

5)حافظ ابن عساکر الدمشقیؒ(متوفی 571ھ)نے اپنی تاریخ میں خطیب البغدادیؒ کا امام احمد بن علی الابارؒ کے بارے میں قول:" وكان ثقةً حافظاً متقناً،حسنَ المذهب "نقل کیا اور اس کی کوئی تردید نہیں کی اور نہ امام احمد بن علی الابارؒ پر کسی قسم کی کوئی جرح نقل کی۔(دیکھئے تاریخ دمشق 74/5)

آلِ دیوبند کے نزدیک اگر کوئی مصنف کسی کا قول نقل کرے اور تردید نہ کرے تو یہ اسی مصنف کا اپنا بھی نظریہ ہوتا ہے،جیسا کہ سرفراز خان صفدر دیوبندی نے لکھا ہے:

"سوم جب کوئی مصنف کسی کا حوالہ اپنی تائید میں پیش کرتا ہے اور اس کے کسی حصّہ سے اختلاف نہیں کرتا تو وُہی مصنف کا نظریہ ہوتا ہے"۔(تفریح الخواطر فی رد تنویر الخواطر، صفحہ:29)

تنبیہ : ہمارے نزدیک یہ اس صورت میں ہے جب اسی مصنف سے اس کے مقابلے میں کوئی صریح دلیل یا جمہور محدثین کی مخالفت موجود نہ ہو۔

6)حافظ ذہبی رحمہ اللہ (متوفی 748ھ) نے فرمایا: "الحافظ المتقن الامام الربانی ابوالعباس احمدبن علی بن مسلم الأبار من علماالأثرببغداد" حافظ متقن (ثقہ) امام ربانی ابوالعباس احمد بن علی بن مسلم الابار رحمہ اللہ، بغداد کے علمائے حدیث میں سے ہیں۔(سیراعلام النبلاء، جلد:13، صفحہ218تا443)

اور فرمایا: "وله تاريخ مفيد رايتهوقدوثقه الدارقطني وجمع حديث الزهري" میں نے ان کی (کتاب) تاریخ دیکھی ہے جو مفید ہے، انہیں دارقطنی رحمہ اللہ نے ثقہ قرار دیا اور انہوں نے (امام) زہری رحمہ اللہ کی احادیث جمع کی تھیں۔(سیر اعلام النبلاء، جلد:13، صفحہ:444)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے امام ابوالعباس الابار رحمہ اللہ کی بیان کردہ ایک حدیث کو مسلم کی شرط پر صحیح کہا۔ دیکھئے یہی مضمون (فقرہ:3)

7)حافظ ابونعیم الاصبہانی رحمہ اللہ (متوفی430ھ) نے اپنی مشہور کتاب المستخرج علیٰ صحیح مسلم میں احمد بن علی الابار رحمہ اللہ سے روایت لی۔(جلد:2، صفحہ:432، حدیث:1894)

اور اُن پر کوئی جرح نہیں کی، لہٰذا وہ امام ابونعیم رحمہ اللہ کے نزدیک ثقہ و صحیح الحدیث راوی ہیں۔

8)محدث ابن ناصرالدین دمشقی رحمہ اللہ (متوفی 843ھ) نے فرمایا: "---محدث بغدادوهواحدالزهاد---وكان حافظاًمتقناًمن الثقات وله التاريخ وغيره من المصنفات" بغداد کے محدث اور نیک لوگوں میں سے ایک ---اور آپ حافظ متقن، ثقہ راویوں میں سے تھے اور آپ کی کتابوں میں سے تاریخ وغیرہ ہیں۔(التبیان لبدیعةالبیان، جلد:2، صفحہ :842تا650)

9)حافظ ابن عبدالہادیؒ(متوی744ھ)نے فرمایا:"الامام الحافظ،محدّث بغداد"(طبقات علماءالحدیث،جلد:2،صفحہ:345-630)اور خطیب بغدادی سے امام الابار کی توثیق کی۔رحمہم اللہ

10)صلاح الدین خلیل بن ایبک الصفدیؒ(متوفی764ھ)نے لکھا:"الحافظ الابار"اور خطیب بغدادیؒ سے بغیر کسی رد کے احمد بن علی الابارؒ کی توثیق نقل کی۔(دیکھئے :کتاب الوافی بالوفیات،جلد:7،صفحہ:141-819)

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے حوالے ہیں، مثلاً دیکھئے: المستخرج المستدرک للحافظ ابی الفضل عبدالرحیم بن الحسین العراقیؒ(806ھ)جلد1 صفحہ8(بحوالہ المکتبۃ الشاملہ)فوائد الحنائی(412/1ح61[64]) وغیرہما، نیز جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطیؒ(متوفی 911ھ)نے ابارؒ کے بارے میں "الحافظ الامام"لکھا اور خطیب بغدادیؒ سے ان کی توثیق نقل کی۔(دیکھئے:طبقات الحفاظ،صفحہ:284-638)

ثابت ہوا کہ امام ابوالعباس احمد بن علی بن مسلم الابارؒ کی توثیق و تعریف پر بشمول حافظ ذہبیؒ علمائے حدیث کا اجماع ہے۔

ایک غلط فہمی کاازالہ: حافظ ذہبیؒ نے ایک راوی کے بارے میں لکھا ہے:"احمدبن علی الخیوطی عن ابن مبشرالواسطی،فذکرخبراًموضوعاً"احمد بن علی الخیوطی ابن مبشر الواسطی سے،پس اس نے ایک موضوع روایت بیان کی۔(میزان الاعتدال،جلد:1،صفحہ:121،دوسرا نسخہ:263/1۔نیزدیکھئے:المغنی فی الضعفاءللذھبی،جلد:1،صفحہ:82-385- بلفظ:"احمدبن علی الخنوطی عن علی بن عبداللہ بن مبشرالواسطی بحدیث موضوع")

میزان الاعتدال کی عبارت پر حافظ ربانی ابن حجر عسقلانیؒ نے درج ذیل تبصرہ لکھا ہے:"وھذارجل من کبارالحفاظ وھوالمعروف بالأبارسمع منه دعلج والنجادوالصفاروآخرون ممن قبلھم وبعدھم۔وقال الخطیب:کان ثقةحافظاًمتقناًحسن المذھب،وقال ابن ماکولا:الخیوطی بضم المعجمةوالتحتانیةاحمدبن علی بن مسلم الاباریعرف

بالخیوطی۔قال اسماعیل الخطبی وغیرہ:مات سنةتسعین ومائتین۔ والذی یظهران الحمل فی الحدیث علیٰ من دونه ولم یستحضرالمصنف انه هو۔والافقدذکرہ فی تاریخ الاسلام وعظّمه فی طبقات الحفاظ۔"اور یہ آدمی کبار حفاظ (بڑے حفاظِ حدیث) میں سے ہیں اور ابار (کے لقب) سے مشہور ہیں۔ان سے دعلج، ناد، صفار اور ان سے پہلے اور بعد والے لوگوں نے احادیث سنیں اور خطیب علیہ الرحمہ نے فرمایا: آپ ثقہ حافظ متقن اچھے مذہب والے تھے۔اور ابن ماکولا علیہ الرحمہ نے کہا: خیوطی خاء اور یاء کی پیش کے ساتھ ہے: احمد بن علی بن مسلم الابار خیوطی کے ساتھ مشہور ہیں۔اسماعیل الخطبی وغیرہ نے فرمایا: آپ 290ھ میں فوت ہوئے۔

اور مجھ (حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ) پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس (موضوع) روایت میں (ان پر نہیں بلکہ) کسی دوسرے پر جرح ہے اور مصنف (حافظ ذہبی علیہ الرحمہ) کو یاد نہیں رہا کہ یہ وہی ہیں، ورنہ انہوں نے تاریخ الاسلام میں ان کا ذکر کرکے ان کی عظمتِ شان کا اعتراف کیا ہے اور (انہیں) طبقات الحفاظ میں (بھی) ذکر کیا ہے۔(لسان المیزان، جلد: 1، صفحہ: 225، دوسرا نسخہ: 339/1)

حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ کے کلام مذکور سے دو باتیں ظاہر ہیں:

اول: حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ کے نزدیک حافظ ذہبی علیہ الرحمہ نے عدم استحضار (یعنی دوسری طرف خیال ہونے کی وجہ سے) یہاں احمد بن علی بن مسلم الابار علیہ الرحمہ پر جرح کردی ہے، حالانکہ وہ خود دوسری جگہ ان کی تعریف کرتے ہیں۔

دوم: امام الابار علیہ الرحمہ اکابر علمائے حدیث میں ہیں اور بقول خطیب علیہ الرحمہ ثقہ و متقن راوی ہیں، لہٰذا حافظ ذہبی علیہ الرحمہ کی یہ جرح ابار علیہ الرحمہ پر نہیں بلکہ کسی دوسرے راوی پر ہے۔

اس عبارت میں اگرچہ حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ نے امام احمد بن علی الابار علیہ الرحمہ کا دفاع کیا ہے، لیکن نہایت ادب سے عرض ہے کہ حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ کو حافظ ذہبی علیہ الرحمہ کا کلام سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی ہے۔

احمد بن علی الخیوطی کی جس موضوع روایت کی طرف حافظ ذہبیؒ نے اشارہ کیا ہے،اس کی سند اور متن پیشِ خدمت ہے :ابوالحسن علی بن محمد بن محمد بن الطیب بن ابی یعلیٰ ابن الجلابی الواسطی المالکی المعروف بابن المغازلی(متوفی483ھ)نے اپنی کتاب مناقب علی میں کہا:"اخبرناابوعلی عبدالکریم بن محمدبن عبدالرحمٰن الشروطی املاءمن کتابه:حدثنا القاضی ابوالفرج احمدبن علی بن جعفربن محمدالخیوطی:حدثناعلی بن عبدالله بن مبشرعن ابی الأشعث احمد بن المقدام العجلی عن حماد بن زید عن عمروبن دینارعن جابر قال قال رسول اللهﷺ :ان ملکی علی بن ابی طالبؓ لیفخران علیٰ سائرالملائکةلکونهمامع علی لأنهالم یصعداالی الله منه قط بشئی یسخطه"۔بے شک علی بن ابی طالبؓ کے دونوں فرشتے باقی تمام فرشتوں پر فخر کرتے ہیں،اس وجہ سے کہ وہ علیؓ کے ساتھ ہیں،کیونکہ وہ اللہ کے پاس کسی ایسی چیز کے ساتھ نہیں گئے جس سے اللہ نارض ہوتا ہے۔(جلد:1،صفحہ 182،المکتبۃالشاملہ)

اس روایت کے سند میں دو ایسے راوی ہیں، جن کی توثیق یا تذکرہ مفیدہ کہیں نہیں ملا:(1)عبدالکریم بن محمد الشروطی ؟(2) قاضی ابوالفرج احمد بن علی بن جعفر بن محمد الخیوطی ؟اس ثانی الذکر پر حافظ ذہبیؒ نے جرح کی ہے اور سند مذکور سے معلوم ہوا کہ اس خیوطی سے امام ابوالعباس احمد بن علی بن مسلم الابار الخیوطی الختلیؒ مراد لینا غلط ہے۔

دلیل نمبر1:اس خیوطی کی کنیت ابوالفرج ہے، جبکہ ابارؒ کی کنیت ابوالعباس ہے اور کسی دلیل سے ابارؒ کی دو کنیتوں کا ثبوت کہیں نہیں ملتا۔

دلیل نمبر2:اس شخص کے دادا کا نام جعفر ہے، جبکہ ابارؒ کے دادا کا نام مسلم ہے۔

دلیل نمبر3:حافظ ذہبیؒ کی مشار الیہ مذکور حدیث تو مناقب علی لابن المغازلی میں ابن مبشر کی سند سے موجود ہے، لیکن احمد بن علی الابارؒ کی علی بن عبداللہ بن مبشر الواسطی سے مذکور روایت کہیں موجود نہیں بلکہ

مجھے امام ابار رحمہ اللہ کی ابن مبشر سے مطلق روایت کا بھی کہیں ثبوت نہیں ملا۔

خلاصۃ التحقیق: میزان الاعتدال اور لسان المیزان والا احمد بن علی الخیوطی دوسرا شخص ہے، جس پر حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے جرح کی ہے اور امام ابوالعباس احمد بن علی بن مسلم الخیوطی الا بار البغدادی رحمہ اللہ اس سے علاحدہ شخص ہیں، جنہیں حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے امام ربانی ومتقن (ثقہ) قرار دیا ہے، دونوں کو ایک قرار دینا صحیح نہیں، بلکہ غلط ہے۔

ردِتلبیساتِ ظہورونثار: نثار احمد حضروی کے تربور ظہور احمد دیوبندی نے ایک صحیح سند کے بارے میں لکھا ہے: "زبیر علی زئی کا اس قول کی سند کو صحیح کہنا غلط ہے کیونکہ حافظ عقیلی رحمہ اللہ کا استاذ احمد بن علی الا بار جو کہ خیوطی یا حنوطی سے مشہور ہے، ایک دروغ گوراوی ہے اور اس نے ایک جھوٹی حدیث بیان کرر کھی ہے، چنانچہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ، اس کو "الضعفاء" (ضعیف راویوں) میں شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں :..." (تلامذہ امام اعظم ابو حنیفہ کا محدثانہ مقام، صفحہ: 499)

حالانکہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے تو انہیں: "الحافظ المتقن الامام الربانی" لکھا ہے جس کا حوالہ فقرہ نمبر 2 کے تحت گزر چکا ہے ۔

مشہور ثقہ امام عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ (متوفی 198ھ) نے فرمایا: "المحدثون ثلاثة:رجل حافظ متقن ، فهذا لایختلف فيه" محدثین تین (اقسام کے) ہیں: حافظ متقن آدمی، پس اس کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ۔(المحدث الفاصل بین الراوی الواعی، صفحه:406، حدیث:422، وسنده صحیح)

امام ابو محمد عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی رحمہ اللہ (متوفی 327ھ) نے فرمایا: "واذاقیل للواحدانه ثقةاومتقن، ثبت فهو ممن يحتج بحديثه" اور جس کسی ایک کے بارے میں ثقہ یا متقن، ثبت کہا جائے تو وہ ان لوگوں میں سے ہے جن کی

حدیث حجت قرار دی جاتی ہے۔(کتاب الجرح والتعدیل ،جلد:2،صفحہ:37،جواب الحافظ المنذری عن اسئلۃفی الجرح والتعدیل ،صفحہ:49،مقدمۃابن الصلاح،صفحہ:242،دوسرانسخہ :صفحہ158،وغیرذلک)

ثابت ہوا کہ متقن کا لفظ توثیق ہے، نیز ظفر احمد تھانوی دیوبندی نے بھی متقن کی منفرد حدیث کو بھی حجت اور صحیح قرار دیا ہے۔(دیکھئے:مقدمۃاعلاءالسنن ،صفحہ:148،قواعدفی علوم الحدیث ،صفحہ:243)

ظہور احمد (ننھے کوثری) نے بھی لکھا:"کیونکہ محدثین کی اصطلاح میں "مُتقِن" اس شخص کو کہتے ہیں جو حدیث میں ثقہ اور اس کا حافظ ہو۔" (تلامذہ امام اعظم ابو حنیفہ کا محدثانہ مقام، صفحہ:174)

امام ذہبی ؒ تو امام ابان ؒ کو اعلیٰ درجے کا ثقہ قرار دے رہے ہیں اور ظہور وثاریہ راگ الاپ رہے ہیں کہ "ایک دروغ گو راوی ہے اور اس نے ایک جھوٹی حدیث بیان کرر کھی ہے "آلِ دیوبند کا یہی طریقہ ہے کہ سلف صالحین کے عظیم بزرگوں اور سچے راویوں کو تو جھوٹا قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں اور جمہور کے نزدیک مجروح راویوں کو ثقہ وصدوق منوانے میں سرگرم ہیں، سلف صالحین سے بیزار اور علمائے حق کے گستاخ ان لوگوں کو کیا اللہ تعالیٰ کی پکڑ کا کوئی خوف نہیں؟ کیا موت کا وقت قریب نہیں ہے؟

دیوبندیت وہ مذہب ہے جس میں درج ذیل قسم کے راویوں کو ثقہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے:

1: حسن بن زیاد اللؤلؤی

2: ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان واسطی

3: ابو مطیع البلخی

4: احمد بن محمد بن الصلت الحمانی، وغیرہم

اور درج ذیل قسم کے راویوں کو ضعیف و مجروح ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے:

1: امام احمد بن علی بن مسلم الا بار

2: امام عبداللہ بن جعفر بن درستویہ

3: امام ابوالشیخ الصبہانی

4: امام عبدالعزیز بن محمد الدراوردی، وغیرہم، رحمہم اللہ تعالیٰ

آخر میں بطور خلاصہ عرض ہے کہ امام ابوالعباس احمد بن علی بن مسلم الا بار البغدادی رحمہ اللہ زبردست ثقہ متقن تھے، بلکہ ان کی توثیق پر محدثین کا اجماع ہے۔

فوائد:

1: امام ابوالعباس احمد بن علی الا بار رحمہ اللہ نے فرمایا: "رأیت بالاھواز رجلاً قدحفشاربه، واظنہ قداشتری کتبًاوتعبالفتیا، فذکرواصحاب الحدیث فقال :لیسوابشئی ولیس یسوون شیئًا۔فقلت له:ان لاتحسن تصلی۔قال:انا ؟!قلت:نعم!یش تحفظ عن رسول الله اذاافتتحت[الصلوٰة]ورفعت یدیک ؟فسکت، فقلت:فایش تحفظ عن رسول الله اذاوضعت یدیک علیٰ رکبتیک ؟فسکت، قلت:ایش تحفظ عن رسول الله اذاسجدت!فسکت۔قلت:مالک لاتتکلم ؟الم اقل[لک]انک لاتحسن تصلی ؟انت!انماقیل لک تصلی الغداة رکعتین والظھراربعًافالزم ذاخیرلک من ان تذکراصحاب الحدیث فلست بشئی ولاتحسن شیئًا۔" میں نے اہواز (ایک ایرانی شہر) میں ایک آدمی دیکھا، اس نے مونچھیں مونڈر کھی تھیں اور میرا خیال ہے کہ اس نے کتابیں خرید رکھی تھیں اور فتویٰ دینے کے لئے تیار بیٹھا تھا، اس کے سامنے اصحاب الحدیث (یعنی اہل حدیث) کا تذکرہ کیا گیا تو وہ کہنے لگا: یہ کچھ چیز نہیں ہیں اور نہ کوئی چیز (اچھے طریقے سے) کر سکتے ہیں، تو میں نے اسے کہا: تجھے تو اچھی طرح نماز پڑھنی نہیں آتی، اس نے کہا: مجھے؟! میں نے کہا: ہاں! جب تم نماز شروع کرو اور رفع یدین کر لو تو اس وقت کے بارے میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی کتنی

حدیثیں یاد ہیں ؟تو وہ خاموش رہا، میں نے کہا: جب تم (رکوع میں)اپنے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ لو تو اس وقت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی کتنی حدیثیں تجھے یاد ہیں ؟ وہ چپ رہا، میں نے کہا: جب تم سجدہ کرتے ہو تو اس وقت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی کتنی حدیثیں تجھے یاد ہیں ؟وہ (صم بکم بنا)چپ رہا، میں نے کہا: تجھے کیا ہو گیا، بات کیوں نہیں کرتا؟ کیا میں نے تجھے یہ نہیں کہا کہ تجھے اچھے طریقے سے نماز پڑھنا نہیں آتا؟ تم تو اس حالت میں ہو کہ اگر تمہیں بتایا جائے کہ نماز صبح کی دو رکعتیں ہیں اور ظہر کی چار رکعتیں ہے اور تم اس بات کو مضبوطی سے پکڑ لو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے، نہ یہ کہ تم اصحاب الحدیث کا (بُرا)تذکرہ کرتے پھرو، تُو (بذاتِ خود)کچھ چیز نہیں اور نہ تو کسی چیز کو اچھے طریقے سے کر سکتا ہے۔(الکفایہ للخطیب، جلد:1، صفحہ50، حدیث:1، وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ، صفحہ:4-5)

یہ ہے انجام اور علمی مقام اس نام نہاد جعلی فقیہ کا جو اہلِ حدیث کی گستاخیاں کرتا تھا اور اسی جعلی فقیہ کے نقوشِ پاپر ظہور و نثار رواں دواں ہیں۔

تنبیہ: اس صحیح واقعے سے ثابت ہوا کہ امام ابوالعباس احمد بن علی بن مسلم الا بار البغدادی رحمہ اللہ اہلِ حدیث میں سے تھے۔

2: امام ابوالعباس احمد بن علی بن مسلم الا بار البغدادی رحمہ اللہ نے فرمایا: "میں نے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا تو اقامتِ صلوٰۃ، زکوٰۃ ادا کرنے، نیکی کا حکم دینے اور منکر سے منع کرنے پر آپ کی بیعت کی، ابار نے فرمایا: پھر جب میں نے یہ خواب (امام)ابو بکر المطوعی کے سامنے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: اگر میں یہ خواب دیکھ لیتا تو مجھے (اس کے بعد)کوئی پروا نہیں تھی کہ قتل (یعنی شہید)ہو جاتا"۔(تاریخ بغداد، جلد:4، صفحہ:306، وسندہ حسن)

وفات: امام ابوالعباس احمد بن علی بن مسلم الا بار البغدادی رحمہ اللہ نصف شعبان بروز بدھ 290ھ میں فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ

(شعبان1433ھ بمطابق25/جون2012ء)

6۔امام محمد بن رافع النیسابوری رحمہ اللہ نے فرمایا: "حسن بن زیاد اللؤلؤی، امام سے پہلے سر اٹھاتا تھا اور امام سے پہلے سجدہ کرتا تھا" الخ۔(الضعفاء للعقیلی:227،228/1 وسندہ صحیح، دوسرانسخہ:247/1۔ تاریخ بغداد:316/7 سندہ صحیح۔ اخبارالقضاۃ:189/3 سندہ صحیح)

فائدہ: اس قول کے راوی امام احمد بن علی بن مسلم الا بار رحمہ اللہ بالاتفاق ثقہ ہیں جس کا ترجمہ گزر چکا ہے۔

7۔ حسن بن علی الحلوانی رحمہ اللہ نے فرمایا: "میں نے لؤلؤی کو دیکھا، اس نے سجدے میں ایک لڑکے کا بوسہ لیا تھا"۔(تاریخ بغداد:316/7 سندہ صحیح) یاد رہے کہ تاریخ بغداد میں کاتب کی غلطی سے حسن بن علی الحلوانی کے بجائے حسن بن زیاد الحلوانی چھپ گیا ہے۔

فائدہ: اس روایت کے راوی امام ابو بکر بن ابی داود رحمہ اللہ جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق ہونے کی وجہ سے صحیح الحدیث اور حسن الحدیث راوی ہیں۔

اس مختصر اور جامع مضمون میں **امام ابوبکر عبداللہ بن ابی دوادالسجستانی** کی سیرت اور جرح وتعدیل کے لحاظ سے علمی مقام پیشِ خدمت ہے:

نام ونسب: حافظ ابو بکر عبداللہ بن ابی داود سلیمان بن الشعث بن اسحاق بن بشیر بن عمرو بن عمران السجستانی الازدی (رحمہم اللہ تعالیٰ)۔

ولادت: 230ھ، بمقام سجستان۔

شیوخ یعنی اساتذہ: محمد بن اسلم الطوسی، محمد بن بشار: بندار، محمد بن المثنی، محمد بن یحییٰ الذھلی، ربیع بن سلیمان، یعقوب بن سفیان الفارسی، اسحاق بن منصور الکوسج اور عمرو بن علی الفلاس وغیرہم۔ رحمہم اللہ

تلامیذ: ابو محمد عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی، ابو حفص ابن شاہین، ابوالحسن الدارقطنی، ابو بکر احمد بن اسحاق ابن السنی، ابواحمد الحاکم، محمد بن عبدالرحمٰن المخلص اور دعلج بن احمد وغیرہم۔ رحمہم اللہ

جارحین اورجرح: آپ کی توثیق وتضعیف کے بارے میں محدثین کرام کے درمیان اختلاف تھا، لیکن جمہور نے آپ کی توثیق کی ہے، موثقین اور توثیق سے پہلے جارحین اور جرح درج ذیل ہے:

1: یحییٰ بن محمد بن صاعد نے کہا: "کفانا ماقال ابوہ فیہ" ہمارے لئے وہی کیا فی ہے جو اس کے باپ نے اس کے بارے میں کہا ہے۔ (الکامل لابن عدی، جلد: 4، صفحہ: 1577)

عرض ہے کہ ابن ابی داود اور ابن صاعد کے درمیان سخت مخالفت تھی بلکہ ابن ابی داود نے امام ابن صاعد کے بارے میں کہا: "الکذاب علی رسول اللہ ﷺ" (تاریخ دمشق، جلد: 31، صفحہ: 58، وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ: 84/29)

مخالفین اور دشمنوں کی ایک دوسرے پر جرح اس وقت خاص طور پر مردود ہوتی ہے جب مقابلے میں مضبوط توثیق موجود ہو، لہٰذا دونوں کی ایک دوسرے پر جرح مردود ہے۔

دوسرے یہ کہ ابن صاعد نے یہ نہیں بتایا کہ ابن ابی داود کے والد نے ان کے بارے میں کیا کہا تھا؟۔

2: امام ابوداود السجستانی رحمہ اللہ نے کہا: "ومن البلاء أن عبداللہ یطلب القضاء" اور یہ آزمائش میں سے ہے کہ (میرا بیٹا) عبداللہ قاضی بننے کا طلب گار ہے۔ (الکامل لابن عدی، جلد 4، صفحہ: 1578، دوسرا نسخہ: 436/5، سندہ صحیح) یہ کوئی جرح نہیں بلکہ عہدۂ قضا کے ساتھ اظہارِ ناپسندیدگی ہے۔

۞امام ابن عدی رحمہ اللہ نے علی بن عبداللہ الداھری (؟) سے نقل کیا،اس نے احمد بن محمد بن عمرو بن عیسیٰ کُرکُرہ(؟) سے نقل کیا،اس نے علی بن الحسین بن جنید سے انہوں نے کہا: میں نے ابوداود السجستانی رحمہ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میرا بیٹا عبداللہ کذاب ہے۔(الکامل ابن عدی،جلد:4،صفحہ1577۔تاریخ دمشق،جلد:31، صفحہ:95، دوسرا نسخہ:86/29)یہ روایت دووجہ سے مردود ہے:

1-علی بن عبداللہ الداھری کی توثیق نامعلوم ہے۔

2-کرکرہ کی توثیق نامعلوم ہے۔

امام عبدالرحمٰن بن یحییٰ المعلمی رحمہ اللہ نے فرمایا:"مجھے اس مقام کے علاوہ داہری اور ابن کرکرہ کاذکر کہیں نہیں ملا۔۔۔اور ہم اس کی سند کو ثابت نہیں سمجھتے "(التنکیل،جلد:1،صفحہ:123تا298)،ذہبی رحمہ اللہ نے بھی"ان صح"کہہ کر اس قول کے مشکوک ہونے کی طرف اشارہ کر دیا۔(دیکھئے:تذکرۃالحفاظ،جلد:2،صفحہ:768تا772)

نیز فرمایا"ولعل قول ابی داؤدلایصح سندہ۔۔۔"اور ہو سکتا ہے کہ ابوداود رحمہ اللہ کے قول کی سند صحیح نہ ہو۔(تاریخ الاسلام،جلد:23،صفحہ:518)

ثابت ہوا کہ امام ابن ابی داود رحمہ اللہ کے بارے میں یہ پروپیگنڈا کرنا کہ ان کے والدامام ابوداود رحمہ اللہ نے انہیں کذاب کہا تھا،باطل ومردود ہے۔

۞امام ابن عدی رحمہ اللہ نے موسیٰ بن القاسم بن موسیٰ بن الحسن بن موسیٰ الاشیب رحمہ اللہ(ثقہ) سے نقل کیا:"حدثنی ابوبکرقال:سمعت ابراھیم الأصبھانی یقول:أبوبکربن ابی داود کذاب"مجھے ابو بکر نے حدیث بیان کی،کہا: میں نے ابراہیم الاصبہانی کو کہتے ہوئے سنا:ابو بکر بن ابی داود کذاب ہے۔(الکامل لابن عدی،جلد :4، صفحہ:1577، دوسرا نسخہ: 236/5۔تاریخ دمشق،جلد:31،صفحہ59،وعندہ:ابن بکر، دوسرا نسخہ:86/29):-اس روایت کا راوی ابو بکر یا ابن بکر

نامعلوم ہے، لہٰذا یہ جرح بھی ثابت نہیں ہے اور امام ابن عدی رحمہ اللہ کا ان دو غیر ثابت جرحوں کی بنیاد پر لکھنا کہ :"قد تکلم فیه ابوه وابراهيم الاصبهاني" اور انکے بارے میں اُن کے والد اور ابراہیم اصبہانی نے کلام کیا ہے۔(الکامل لابن عدی، جلد:4، صفحہ:1578، دوسرا نسخہ:437/5) بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتا، کیونکہ غیر ثابت بات کو بطورِ جزم بیان کرنا غلط ہے۔

علامہ معلّمی رحمہ اللہ نے بھی اس جرح کے ثبوت میں شک کا اظہار کیا ہے۔(دیکھئے:التنکیل، جلد:1، صفحہ:300)

3:امام عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز البغوی رحمہ اللہ (ثقة عند الجمهور) نے ابن ابی داود رحمہ اللہ کے رقعے کے جواب میں کہا:"انت والله عندی منسلخ من العلم" اللہ کی قسم! میرے نزدیک علم سے عاری ہو۔(الکامل لابن عدی، جلد:4، صفحہ:1578)

❁ علی بن عبداللہ الداھری نے کہا کہ میں نے رَے میں ابن ابی داود رحمہ اللہ سے حدیث الطیر کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا: اگر حدیث الطیر (پرندے والی حدیث) صحیح ہو تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت باطل ہو جاتی ہے۔۔۔الخ (الکامل:1578/4) اس قول کا راوی الداہری مجہول ہے، لہٰذا یہ قول باطل و مردود ہے۔

حدیث الطیر سے مراد یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک پرندے کا گوشت (لایا گیا) تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! اس آدمی کو میرے پاس لے آ جو تیرے نزدیک اپنی مخلوق میں سب سے محبوب ہو، وہ میرے ساتھ اس پرندے کا گوشت کھائے، پھر علی رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس گوشت میں سے کھایا۔(سنن الترمذی:3761، وقال :"غريب"۔تاریخ دمشق لابن عساکر:192/45، دوسرا نسخہ:254/42، من طريق الدارقطنی وسنده حسن)

مسند ابی یعلیٰ کے کسی نسخے میں اس کا ایک حسن لذاتہ شاہد بھی ہے۔(دیکھئے: البداية والنهاية : 363/7 ، دوسرا نسخہ:579/7)

اس روایت کی بعض سندوں میں آیا ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے (خلافِ واقعہ) کہا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصروف ہیں ۔الخ (المستدرک:3/130-131،ح:4650،وقال حاکم رحمہ اللہ :ھذاحدیث صحیح علیٰ شرط الشیخین!)اس کا راوی محمد بن احمد بن عیاض بن ابی طیبہ مجہول ہے اور اکیلے حاکم رحمہ اللہ کی تصحیح یہاں مفید نہیں ہے۔

❁ محمد بن ضحاک بن عمرو بن ابی عاصم النبیل نے محمد بن یحییٰ بن مندہ سے نقل کیا،انہوں نے ابو بکر بن ابی داود سے نقل کیا:زہری نے عروہ (رحمہم اللہ) سے روایت بیان کی:"كانت قد حفيت أظافيرعلى من كثيرةماكان يتسلّق علىٰ أزواج رسول الله ﷺ" علی رضی اللہ عنہ کے ناخن گھس گئے، کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں کے پاس بہت زیادہ آتے جاتے تھے۔(الکامل:4/1574)-اس روایت میں محمد بن ضحاک راوی (متوفی 313ھ)کاذکر تاریخ بغداد(5/376-2901) میں ہے،لیکن توثیق نامعلوم ہے۔

اگر یہ روایت ثابت بھی ہوتی تو ابن ابی داود رحمہ اللہ پر کوئی جرح نہیں تھی بلکہ ابن ابی داود رحمہ اللہ اور زہری رحمہ اللہ کے درمیان سند معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ضعیف ومردود ہے۔

❁ قاضی احمد بن عمر بن علی نے کہا:"میں نے محمد بن عبداللہ بن ایوب القطان کو کہتے ہوئے سنا کہ محمد بن جریر الطبری کے پاس تھا جب ایک آدمی نے انہیں کہا:ابن ابی داود رحمہ اللہ لوگوں کے سامنے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل پڑھ رہے ہیں، تو ابن جریر نے کہا:"تكبيرة من حارس "چوکیدار کی تکبیر [اللہ اکبر]"(تاریخ بغداد:9/467-5095)-اس روایت کے پہلے راوی احمد بن عمر بن علی (متوفی 429ھ)کاذکر تاریخ بغداد میں ہے۔(تاریخ بغداد:4/295-2061)لیکن توثیق معلوم نہیں ہے، نیز دیکھئے تاریخ الاسلام للذہبی (29/250)

دوسرے راوی محمد بن عبداللہ بن ایوب کے بارے میں امام ازہری رحمہ اللہ نے فرمایا:ابو جعفر الطبری رحمہ اللہ سے اس کا سماع صحیح تھا،لیکن وہ خبیث مذہب والا رافضی تھا۔

قاضی ابو بکر محمد بن عمر الداوودی نے کہا: وہ صحیح سماع والا، ثقہ تھا،اس کے بعد انہوں نے اسے تفضیلِ علی ﷜ کی طرف منسوب کیااور اس کی رافضیت سے لاعلمی کا اظہار کیا۔(تاریخ بغداد:5/465-3007،توفی 378ھ)

ذہبی رحمہ اللہ نے کہا:"رافضی معثّر "غلط کاررافضی۔(میزان الاعتدال:3/606،عندہ"خ ت"وھوخطامطبعی، المغنی فی الضعفاء:2/332-5720)

معلوم ہوا کہ یہ کلام احمد بن عمر بن علی کے مجہول الحال ہونے کی وجہ سے ثابت نہیں،دوسرے یہ کہ "تکبیرۃ من حارس "جرح نہیں ہے،دیکھئے التنکیل(1/299)

❁ابن عدی رحمہ اللہ نے کہاکہ وہ شروع میں ناصبیت کی کسی چیز کی طرف منسوب کئے گئے تھے اور ابن فرات نے انہیں بغداد سے واسط کی طرف نکال بھیجاتھااور علی بن عیسیٰ نے انہیں واپس بلالیاجب انہوں نے فضائل علی ﷜ ظاہر کئے اور حنبلی ہوگئے۔(الکامل:4/1578،دوسرانسخہ:5/537)

عرض ہے کہ منسوب کرنے والے کا کوئی اتاپتانہیں،لہٰذا یہ مجہول کی جرح ہےاور مردود ہے۔

تنبیہ:یہاں حنبلی ہونے سے مراد مقلد ہونا نہیں،بلکہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے عقیدے پر ہونا ہے اور آگے آرہاہے کہ امام ابو بکر بن ابی داود رحمہ اللہ اہلِ حدیث میں سے تھے۔(دیکھئے ملفوظات،قصیدے کے شعر نمبر40 کے بعد)

موثقین اورتوثیق

اب ثابت شدہ توثیق مع حوالہ جات درج ذیل ہیں:

1۔حافظ ابن عدیؒ نے کہا:"وھومقبول عندأصحاب الحدیث "اور وہ اہلِ حدیث کے نزدیک مقبول ہیں۔(الکامل :4/ 1578،دوسرانسخہ:5/537)

2۔حافظ ابن حبانؒ نے صحیح ابن حبان میں کئی روایتیں ابو بکر بن ابی داودؒ سے بیان کیں،جواس بات کی دلیل ہے کہ وہ اُن کے نزدیک ثقہ وصدوق تھے۔(دیکھئے:الاحسان:280،981، دوسرانسخہ:985،5528، دوسرانسخہ : 5554،5733،دوسرانسخہ5763،6682،دوسرانسخہ:7407،6717،دوسرانسخہ:7450)

3۔امام دارقطنیؒ نے ابو بکر عبداللہ بن ابی داودؒ کی بیان کردہ ایک حدیث کے بارے میں فرمایا: "ھذااسنادصحیح ثابت"(سنن دارقطنی:1/345-346،ح1294)

اورایک دوسری روایت (جس میں ابن ابی داودؒ بھی راوی ہیں)کے بارے میں فرمایا:"کلھم ثقات "سارے راوی ثقہ ہیں۔(سنن دارقطنی :2/24-25،ح1634)

تنبیہ:ابوعبدالرحمٰن السلمی(صوفی)نے امام دارقطنیؒ سے نقل کیا کہ وہ(ابن ابی داودؒ)ثقہ ہیں،لیکن حدیث پر کلام کرنے،بہت زیادہ غلطی کرنے والے ہیں۔(سوالات السلمی:242)یہ جرح اس وجہ سے ضعیف ومردودہے کہ سُلمی بذاتِ خود مجروح اور ضعیف راوی ہے۔

4۔امام ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق الاسفرائنیؒ نے صحیح ابی عوانہ میں ابن ابی داودؒ سے روایت لی ہے۔(المستخرج نسخہ مرقمہ ج4207،ح6553قبل مبتدأکتاب الاشربۃ)معلوم ہواکہ وہ ابوعوانہؒ کے نزدیک ثقہ وصدوق تھے۔

5۔حاکم نیشاپوریؒ نے ابن ابی داودؒ کی بیان کردہ ایک حدیث کو"صحیح علیٰ شرط مسلم"کہا۔ (المستدرک:2/49،ح:2306)

6۔ابونعیم الاصبہانی رحمہ اللہ نے المستخرج علیٰ صحیح مسلم میں اُن سے روایت لی۔(245/1،ح:452)اور فرمایا: وہ فنونِ علم، حافظے، عقل مندی اور فہم میں بہت رسوخ رکھتے تھے، اس وجہ سے لوگوں کی ایک جماعت نے ان سے حسد کیا۔الخ (اخبار اصبہان:211/2،ترجمہ:محمدبن عبداللہ بن الحسن بن جفص الهمدانی)

7۔حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے کہا:"الحافظ الثقةصاحب التصانیف"(میزان الاعتدال:433/2)اور "صح" کی رمز درج کی، جس کا مطلب یہ ہے کہ ذہبی رحمہ اللہ کے نزدیک ابن داود رحمہ اللہ پر جرح مردود ہے اور حکم ان کی توثیق پر ہی جاری ہے۔(**تنبیہ**:حافظ ذہبی رحمہ اللہ جس کے ساتھ "صح" کی علامت لکھیں تو وہ اُن کے نزدیک ثقہ ہوتا ہے، دیکھئے: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی کتاب لسان المیزان [159/2۔دوسرانسخہ:289/2])

ذہبی رحمہ اللہ نے کہا:"ثقةكذبه ابوه۔۔۔"وہ ثقہ ہیں، ان کے والد نے انہیں جھوٹا کہا۔۔۔(المغنی فی الضعفاء:542/1-3207)-عرض ہے کہ ابن ابی داود رحمہ اللہ کے والد کی طرف سے انہیں جھوٹا کہنا بالکل ثابت نہیں اور عبارت مذکورہ میں ذہبی رحمہ اللہ کی توثیق ثابت ہے۔

8۔خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے ابن ابی داود رحمہ اللہ کے بارے میں فرمایا:"وکان فهمًاعالمًاحافظًا"اور وہ سوجھ بوجھ والے عالم (اور) حافظ تھے۔(تاریخ بغداد:464/9)

9۔حافظ ابوالفضل صالح بن احمد بن محمد بن احمد بن صالح الہمدانی رحمہ اللہ نے فرمایا:"وہ عراق کے امام ہیں، مختلف علاقوں میں انہوں نے علم سکھایا، سلطان نے ان کے لئے ان کے فضل و معرفت کی وجہ سے منبر رکھوایا تھا، پھر انہوں نے اس پر حدیثیں بیان کیں۔۔۔ان کے زمانے میں عراق میں کئی شیوخ ایسے تھے جو ان سے عالی سندیں بیان کرتے تھے مگر مہارت اور ثقہ ہونے میں جو ان کا مقام ہے ان شیوخ میں سے کوئی بھی پہنچ نہیں سکا"۔(تاریخ بغداد:465/9-466،وسندہ صحیح)

10۔امام حسن بن محمد الخلال رحمہ اللہ نے فرمایا: "ابو بکر بن ابی داود رحمہ اللہ اپنے والد سے بڑے حافظ تھے"۔(تاریخ بغداد:466/9،وسندہ صحیح)

11۔ابو بکر بن محمد بن عبیداللہ (صح)بن محمد بن الفتح الصیرفی(متوفی378ھ)نے کہا: تین لاکھ سے زائد لوگوں نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھی،آپ کا جنازہ چار مقامات پر پڑھا گیا۔۔۔"وکان زاھدًاعالمًاناسكًارضی الله عنه وأسكنه الجنةبرحمته"آپ زاہد،عالم دیندار تھے،اللہ آپ سے راضی ہواور اپنی رحمت کی وجہ سے آپ کو جنت میں سکونت نصیب فرمائے۔(تاریخ بغداد:468/9)

12۔امام ابن شاہین رحمہ اللہ نے ابن داود رحمہ اللہ کو کتاب الثقات میں ذکر کیا۔(ص:239-1468)

13۔علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے کہا:"امام كبیر،مصنف مقبول ،الا۔۔۔"وہ بڑے امام،مقبول مصنف تھے مگر۔۔۔(کتاب الضعفاءوالمتروکین:126/2-2040)-الا-کے بعدابن الجوزی رحمہ اللہ نے امام ابوداود رحمہ اللہ اور ابراہیم الاصبہانی رحمہ اللہ کی جرح نقل کی ہے جوثابت ہی نہیں،لہٰذا مگر کے بعد والاساراحوالہ مردود ہے۔

14۔امام ابوالخیر محمد بن الجزری رحمہ اللہ(متوفی833ھ)نے کہا:"ثقةكبيرمأمون"(غاية النهاية فی طبقات القراء:420/1-1779)

15۔ابن عساکر رحمہ اللہ نے ابن ابی داود رحمہ اللہ کی بیان کردہ ایک حدیث کے بارے میں کہا:"هذاحديث حسن صحيح"(معجم شیوخ ابن عساکر:768/2،ح:960)

16۔حافظ ابویعلی الخلیلی رحمہ اللہ نے کہا:"الحافظ،الامام ببغدادفی وقته،عالم متفق علیه،امام ابن امام۔۔۔"(الارشادفی معرفةعلماءالحدیث:331/2-610)

17۔حافظ ابن ناصرالدین الدمشقی رحمہ اللہ (842ھ) نے عبداللہ بن ابی داود رحمہ اللہ کے بارے میں کہا: "وکان اماما علامة جليلاً، حافظاً متقنانبيلاً" آپ امام جلیل القدر علامہ تھے، حافظ ثقہ شریف تھے۔(التبیان لبديعة البيان:2/735-906)

18۔مورخ ابن خلکان رحمہ اللہ نے کہا: "من أكابرالحافظ ببغداد، عالماً متفقاًعليه، امام ابن امام" وبغداد میں اکابر حفاظ میں سے، عالم تھے آپ پر اتفاق ہے، امام ابن امام تھے۔(وفيات الاعيان:2/272-405)

19۔ابن العماد الحنبلی رحمہ اللہ نے کہا: "وكان---من أكابرالحافظ ببغدادعالماً متفقاًعليه اماما ابن امام---"(شذرات الذهب:2/168)

20۔ابوالشیخ الاصبہانی رحمہ اللہ نے کہا: "وكان من العلماءالكبار---"(طبقات المحدثين باصبهان:3/303-370)

21۔امام بیہقی رحمہ اللہ نے ابن داود رحمہ اللہ کے بارے میں فرمایا: "أحدحفاظ عصره وعلماءدهره" وہ اپنے زمانے کے حفاظ اور علماء میں سے ایک تھے۔(دلائل النبوة:2/40،ح:2284،باب مافى كلام الذئب)

22۔امام ابوالقاسم اسماعیل بن محمد بن الفضل رحمہ اللہ نے ابن ابی داود رحمہ اللہ کی بیان کردہ ایک حدیث کے بارے میں فرمایا: "هذاحديث صحيح"(الاحاديث المختارة:7/76،ح:2486)

23۔ضیاء مقدسی رحمہ اللہ نے المختارۃ میں ابن ابی داود رحمہ اللہ سے روایت لی۔(دیکھئے فقرہ سابقہ:22)

24۔قاضی ابوالحسین محمد بن ابی یعلیٰ الحنبلی رحمہ اللہ نے کہا: "وكان فهماعالماًحافظاً"(طبقات الحنابله:2/51-595)

25۔ محمد بن علی بن احمد الداودی رحمہ اللہ (متوفی 945ھ) نے کہا: "وبرع وسادالأقران "اور آپ ماہر ہوئے اور اپنے دور کے لوگوں کے سردار بن گئے۔ (طبقات المفسرین: 166-222)

مذکورہ اقوال میں بعض صرف تعریفی کلمات ہیں، صریح توثیقات نہیں، لیکن عام اقوال و حوالے توثیقات والے ہیں، لہٰذا ثابت ہوکہ امام ابو بکر عبداللہ بن ابی داود سلیمان بن اشعث السجستانی جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق، صحیح الحدیث اور حسن الحدیث راوی ہیں۔ الحمد للہ

جمہور کی توثیق کے بعد ان پر بعض علماء مثلاً ابن صاعد وغیرہ کی جرح مردود ہے۔

فائدہ : امام ابن ابی داود رحمہ اللہ کا بہترین دفاع متأخرین میں سے ذہبی رحمہ اللہ عصر امام عبدالرحمٰن بن یحییٰ المعلمی الیمانی رحمہ اللہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب: التنکیل میں کیا ہے۔

تصانیف: امام ابن ابی داود رحمہ اللہ نے بہت سی کتابیں لکھیں، جن میں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں:

1: کتاب المصاحف (مطبوع)

2: کتاب البعث (مطبوع)

3: مسند عائشہ (مطبوع)

4: کتاب المصابیح فی الحدیث

5: کتاب فضائل القرآن

6: کتاب الناسخ والمنسوخ

7: کتاب التفسیر، وغیرہ

حافظہ: اللہ تعالیٰ نے آپ کو عظیم الشان حافظہ عطافرمایا تھا۔

1: احمد بن ابراہیم بن شاذان رحمہ اللہ (ثقہ) سے روایت ہے کہ ابو بکر بن ابی داود رحمہ اللہ عمرو بن اللیث کے دور میں سجستان (اصبہان) گئے تو اصحابِ حدیث ان کے پاس اکٹھے ہو گئے اور کہا کہ انہیں حدیثیں بیان کریں، ابن ابی داود رحمہ اللہ نے انکار کر دیا اور کہا: میرے پاس کتاب نہیں ہے۔ انہوں نے کہا: ابن ابی داود رحمہ اللہ ہوں اور کتاب؟، ابو بکر بن ابی داود رحمہ اللہ نے کہا: پس انہوں نے جوش دلا کر مجھے مجبور کر دیا تو میں نے اپنے حافظے سے انہیں تیس ہزار حدیثیں سنائیں، جب میں بغداد آیا تو بغداد یوں نے کہا: ابن ابی داود سجستانی رحمہ اللہ (اصبہان) گئے اور لوگوں کے ساتھ تماشا کر دیا (یعنی بیوقوف بنادیا) پھر چھ دینار کے ذریعے سے انہوں نے سجستان کی طرف ایک تیز قافلہ روانہ کیا تاکہ (ابن ابی داود رحمہ اللہ کی لکھائی ہوئی حدیثوں کا) نسخہ لکھ لائیں، پس وہ لکھا گیا اور بغداد لایا گیا اور حفاظ حدیث کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے مجھ پر چھ روایات میں غلطی کا الزام لگایا، ان میں سے تین روایات اسی طرح تھیں جس طرح میں نے اپنے استادوں سے سنی تھیں اور تین روایات میں مجھے غلطی لگی تھی۔ (تاریخ بغداد: 466/9، وسندہ صحیح۔ تاریخ دمشق: 83/29)

سبحان اللہ! حافظے سے تیس ہزار روایتیں بیان کیں اور صرف تین روایتوں کی سند میں غلطی لگی، یہ بے پناہ حافظے کی دلیل ہے!۔

عام لوگ بھی جانتے ہیں کہ قرآن کے مستند ومتقن حافظ بعض قرأت قرآن میں غلطی لگ جاتی ہے، لہٰذا ہزار احادیث میں سے صرف ایک کی سند میں غلطی لگ جانا اس کی دلیل ہے کہ ابن ابی داود رحمہ اللہ بہت بڑے حافظِ حدیث تھے۔ رحمہ اللہ

2:امام ابو علی الحسین بن علی الحافظ النیسابوریؒ کی روایت میں ہے کہ ابن ابی داودؒ نے یہ روایتیں اصبہان میں بیان کی تھیں، جن میں سے صرف دو روایتوں میں غلطی لگی تھی۔(تاریخ دمشق:82/29،وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ سجستان(کے علاقے) سے یہاں مراد اصبہان ہے اور یہی راجح ہے۔واللہ اعلم

ابوذر عبد بن احمد الہرویؒ کی ابن شاذانؒ سے روایت میں بھی اصبہان کا لفظ ہے۔(تاریخ دمشق :82/29،وسندہ صحیح)

لہٰذا ہو سکتا ہے کہ ابوالقاسم الازہری (شیخ الخطیب) کو سجستان کے لفظ میں غلطی لگی ہو۔واللہ اعلم

3:امام ابو حفص ابن شاہینؒ(متوفی 385ھ) نے فرمایا:"أملی علینا ابن أبي داودنحوالعشرین سن،مارأیت بیده کتابًا،انماکان یُملي حفظًا"ابن ابی داودؒ نے ہمیں بیس سال کے قریب حدیثیں لکھائیں، میں نے آپ کے ہاتھ میں کبھی کوئی کتاب نہیں دیکھی، وہ تو صرف حافظے سے (زبانی) حدیثیں لکھاتے تھے۔(تاریخ دمشق:83/29،وسندہ صحیح)

4:ابن شاہینؒ نے کہا: جب ابن ابی داودؒ (آخر میں) نابینا ہو گئے تو منبر پر بیٹھتے اور ان کا بیٹا ابو معمر اُن سے ایک درجہ نیچے بیٹھ جاتا،اس کے ہاتھ میں کتاب ہوتی تھی، وہ کہتا: فلاں حدیث، تو وہ پوری حدیث (مع سند و متن) پڑھ لیتے تھے، انہوں نے ایک دن قنوت (یا فتوں) والی (لمبی) حدیث زبانی سنادی تو ابو تمام الزینبی نے کھڑے ہو کر کہا: اللہ کی قسم! میں نے آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا اِلایہ کہ ابراہیم الحربی ہوں۔الخ(تاریخ دمشق:83/29،وسندہ صحیح)

ملفوظات: امام ابن ابی داودؒ کے چند ملفوظات کتابی ترقیم کے مطابق درج ذیل ہیں

1)امام ابن شاہین رحمہ اللہ نے فرمایا: ہمارے استاذ (امام) ابو بکر بن ابی داود السجستانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

1: تمسک بحبل اللہ واتبع الهدی	ولا تک بدعیًا لعلک تفلح
2:ودن بکتاب اللہ والسنن التی	أُتت عن رسول اللہ(ﷺ) تنجووتربح
3: وقل غیر مخلق کلام ملیکنا	بذلک دان الأتقیاء وافصحوا
15:وقل: ان خیر الناس بعد محمد	وزیراه قدمًاثم عثمان(رضی اللہ عنہ) أرجح
16: ورابعهم خیر البریة بعدهم	علی(رضی اللہ عنہ) حلیف الخیربالخیر منجح
17: وأنهم والرهط لاریب فیهم	علی نجب الفردوس فی الخلد یسرح
24: ومن بعدهم فالشافعی وأحمد	اماما الهدی من یتبع الحق یفصح
26:وقل خیر قول فی الصحابة کلهم	ولاتک طعانًا بعیب وتجرح
38:ودع عنک آراءالرجال وقولهم	فقول رسول اللہ(ﷺ) أزکی وأسرح
39: ولاتک من قوم تلهوا بدینهم	فتطعن (صح)فی أهل الحدیث ویقدح
40:اذامااعتقدت الدهرياصاح هذه	فأنت علی خیر تبیت وتصبح

(اشعار کا ترجمہ):

1: اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ اور ہدایت کی اتباع کر اور بدعتی نہ بننا، تاکہ تو فلاح پا جائے۔

2: کتاب اللہ (قرآن) اور رسول اللہ ﷺ کی بیان کردہ سنتوں (حدیثوں) کو اپنا دین بنا، نجات پا جائے گا اور نفع میں رہے گا۔

3: اور کہہ: ہمارے مالک (اللہ) کا کلام غیر مخلوق ہے، یہی عقیدہ متقین کا ہے اور انہوں نے صاف طور پر بیان کر دیا ہے۔

15:اور کہہ: محمد ﷺ کے بعد لوگوں میں سے سب سے بہتر آپ کے دونوں قدیم وزیر (ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) ہیں، پھر (تیسرے نمبر پر) عثمان رضی اللہ عنہ راجح ہیں۔

16:اور چوتھے نمبر پر خیر البریہ (پوری جماعت میں سب سے بہتر) علی رضی اللہ عنہ ہیں، خیر کا دوست خیر کے ساتھ کامیاب ہوتا ہے۔

17:یہ ایسی جماعت ہے جس کے بارے میں کوئی شک نہیں کہ جنت کی خوبصورت سواریوں پر ہمیشہ سیر کریں گے۔

24:اوران کے بعد پھر شافعی علیہ السلام اوراحمدابن حنبل علیہ السلام دونوں ہدایت کے امام ہیں، جو حق کی پیروی کرتا ہے صاف اور فصیح کلام کرتا ہے۔

26:تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اچھی بات ہی کہنا، عیب جوئی اور طعن نہ کرنا (ورنہ) تو (صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں) جرح کرنے والا (بلکہ مجروح) ہو جائے گا۔

38:لوگوں کی آراء و قوال (اگر کتاب و سنت کے خلاف ہوں تو) چھوڑ دے، پس رسول اللہ ﷺ کا قول سب سے بہتر اور سب سے روشن ہے۔

39:ان لوگوں میں سے نہ ہونا جو اپنے دین کے ساتھ کھیلتے ہیں، پس تُو اہلِ حدیث کے بارے میں طعن اور جرح کرنے والا بن جائے گا (اور بذاتِ خود مجروح ہو جائے گا)۔

تنبیہ: اصل میں "فیطعن" ہے جبکہ زیادہ راجح "فتطعن" ہے۔ (دیکھئے: سیراعلام النبلاء للذہبی: 236/13)

40:اے میرے دوست! اگر تو یہ عقیدہ ہمیشہ رکھے گا تو پھر تیرے دن اور رات خیر پر رہیں گے۔(شرح مذاهب اهل السنةلابن شاهين:321-323)

امام ابو بکر بن ابی داود رحمہ اللہ نے ان اشعار کے بعد فرمایا: یہ میرا قول ہے، میرے والد (امام ابو داود رحمہ اللہ) اور احمد ابن حنبل رحمہ اللہ کا قول ہے، ہم نے جن علماء کو دیکھا ہے اور جنہیں نہیں دیکھا ان سے یہی عقیدہ پہنچا ہے، جو شخص اس کے علاوہ میری طرف کچھ اور منسوب کرے تو اس نے جھوٹ بولا ہے۔(شرح مذاهب اهل السنة، صفحه:323)

نیز دیکھئے:

كتاب الشريعةللآجرى(نسخه مرقمه:973-975،نسخه محققه:5/2563-2565)

سير اعلام النبلاء:3/233-236،سنده صحيح۔

العلوللعلى الغفار(نسخه محققه:2/1220-1223،ح:488،وقال الذهبى:"هذا القصيدة متواترة عن ناظمها،رواهاالآجرى وصنف لها شرحًا")اور شیخ عبدالرزاق بن عبد المحسن بن حمدالبدرالمدنی(من امعاصرين وهوثقة ابن ثقة)کی کتاب: التحفةالسنيه شرح منظومة ابن ابى داودالحائية(ص:9-124)

فائدہ:اس قصیدے سے ثابت ہوا کہ امام ابن ابی داود رحمہ اللہ مقلد نہیں بلکہ اہلِ حدیث میں سے تھے، لہٰذا اُنہیں حنبلی کہنے کا مطلب مقلد نہیں بلکہ امام احمد ان حنبل رحمہ اللہ کے عقیدے پر ہونا ہے۔ رحمہم اللہ

2:امام ابن ابی داود رحمہ اللہ سے زندگی کے کسی دور میں بھی ناصبی ہونا ثابت نہیں اور قصیدہ حائیہ (دیکھئے رقم سابق:1)اس الزام کے باطل ہونے کی واضح دلیل ہے۔

3:امام ابوالقاسم عبداللہ بن الحسن بن سلیمان المقرئی ابن النخاسؒ (ثقہ) نے کہا: "میں نے ابو بکر بن ابی داودؒ کو فرماتے سنا: میں سجستان میں ابوہریرہؓ کو خواب میں دیکھا اور میں ان کی حدیثیں جمع کر کے کتاب لکھ رہا تھا، ان کی گھنی داڑھی تھی، درمیانہ قد گندمی رنگ، آپ نے موٹے کپڑے پہنے ہوئے تھے، میں نے کہا: اے ابوہریرہ (ؓ)! میں آپ سے محبت کرتا ہوں، تو انہوں نے فرمایا: میں دنیا میں پہلا صاحبِ حدیث (اہل حدیث) تھا (جس نے شاگردوں کی ایک فوج تیار کی) الخ"۔(تاریخ بغداد: 467/9، سندہ صحیح)

اولاد: آپ کے تین بیٹے: ابوداد محمد، ابوعمر عبید اللہ، ابواحمد عبدالاعلیٰ اور فاطمہ سمیت پانچ بیٹیاں تھیں۔

وفات: امام ابو بکر بن ابی داودؒ 17/ذوالحجہ، 316ھ کو فوت ہوئے اور تین لاکھ سے زیادہ لوگوں نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھی۔ؒ

(3/جنوری 2011ء)

(یہاں پر امام ابو بکر بن ابی داودؒ کا ترجمہ ختم ہوتا ہے)

****

8۔یعلیٰ بن عبید الکوفیؒ نے کہا: "اتق اللؤلؤی "لؤلؤی سے بچو۔

فائدہ :اگر کوئی کہے کہ "اس قول کی سند میں حافظ عقیلیؒ کے استاد قاسم بن خلف الدوری کا ترجمہ ہمیں اسماءالرجال کی متداول کتب میں نہیں ملا۔۔۔" تو عرض ہے کہ اس قول کی سند میں قاسم بن خلف نہیں بلکہ ہیثم بن خلف الدوریؒ ہے۔(دیکھئے: کتاب الضعفاءللعقیلی مطبوعہ دارالصمیعی الریاض، 1/246-276، دوسرا نسخہ: دارمجد

الاسلام القاهرہ مصر:582-278/1)۔ ہیثم بن خلاف الدوری البغدادی رحمہ اللہ(م307ھ) ثقہ ہیں۔(دیکھئے:سیراعلام النبلاء:261/14۔تاریخ بغداد:63/14)

9۔ابوحاتم الرازی رحمہ اللہ نے فرمایا:"ضعیف الحدیث،لیس بثقة ولامأمون" وہ(لؤلؤی)حدیث میں ضعیف تھا، ثقہ اور قابلِ اعتماد نہیں تھا۔(الجرح وتعدیل:15/3۔علل الحدیث:432/2،ح2806)

10۔اسحاق بن اسماعیل الطالقانی رحمہ اللہ(ثقہ عندالجمہور) نے کہا:"ہم وکیع رحمہ اللہ(بن الجراح) کے پاس تھے کہ کہا گیا، بے شک اس سال بارش نہیں ہورہی، قحط ہے، توانہوں نے فرمایا: قحط کیوں نہ ہو؟ حسن اللؤلؤی اور حماد بن ابی حنیفہ، جو قاضی بنے بیٹھے ہیں"۔(الضعفاءللعقیلی:228/1 وسندہ صحیح)

تنبیہ: اس عبارت کا ترجمہ ماہنامہ الحدیث(عدد16ص36)غلط چھپ گیا تھا۔

فائدہ: طالقانی سے اس قول کے راوی ادریس بن عبدالکریم المقرئی رحمہ اللہ ثقہ ہیں۔(دیکھئے:تاریخ بغداد:14/7)اور اُن سے امام عقیلی رحمہ اللہ نے یہ روایت بیان کی ہے۔

11۔جوزجانی رحمہ اللہ(متوفی259ھ) نے فرمایا:"اسد بن عمرو، محمد بن الحسن اور لؤلؤی سے اللہ فارغ ہوچکا ہے"۔(احوال الرجال ،صفحہ:76،77رقم:96تا99)یعنی اللہ نے ہمیں اُن سے نجات دے دی ہے یا یہ کہ وہ اللہ کی عدالت میں حاضر ہو کر اپنے اپنے مقامات پر پہنچ چکے ہیں، واللہ اعلم۔

12۔امام عقیلی رحمہ اللہ نے حسن بن زیاد(اللؤلؤی) کو کتاب الضعفاء میں ذکر کر کے جرح نقل کی اور کسی قسم کا دفاع نہیں کیا۔

13۔ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اسے (اللؤلؤی) کتاب الضعفاء والکذابین (کتاب الضعفاء والکذابین للجوزی: 72،ترجمہ:118) میں ذکر کیا۔

14۔ابن عدی رحمہ اللہ نے کہا: "اور وہ ضعیف ہے۔۔۔الخ"۔(الکامل لابن عدی: 732/2)

15۔ابن شاہین رحمہ اللہ نے اسے :تاریخ اسماءالضعفاءوالکذابین (ص72 ترجمہ:118) میں ذکر کیا۔

16۔حافظ سمعانی رحمہ اللہ نے کہا: "لوگوں نے اس میں کلام کیا ہے اور وہ(اللؤلؤی) حدیث میں کچھ چیز نہیں ہے"۔(الانساب:146/5)

17۔ابن اثیر رحمہ اللہ (متوفی230ھ) نے فرمایا: "اور وہ (اللؤلؤی) روایت میں سخت ضعیف ہے کئی (علماء) نے اسے کذاب کہا ہے اور وہ بڑا فقیہ تھا"۔(غایۃالنهایه فی طبقات القراء:213/1تا975)

18۔حافظ ہیثمی رحمہ اللہ (متوفی807ھ) نے کہا: "اور وہ(اللؤلؤی) متروک ہے"۔(مجمع الزوائد:262/6)

19۔حافظ ذہبی رحمہ اللہ (متوفی748ھ) نے کہا: "اس کے ضعف کی وجہ سے انہوں (محدثین) نے کتبِ ستہ میں اس سے روایت نہیں لی اور وہ فقہ میں سردار تھا"۔(العبرفی خبرمن غبر:270/1 وفیات204ھ) ذہبی رحمہ اللہ نے اسے (دیوان الضعفاء:185/1تا905) میں ذکر کیا ہے۔

20۔زیلعی حنفی نے حسن بن زیاد(اللؤلؤی) کے بارے میں لکھا: "ونقل عن آخرین انهم رموه بحبّ الشباب وله حکایات تدل علیٰ ذلک" پھر انہوں (ابن عدی رحمہ اللہ) نے دوسروں سے نقل کیا کہ یہ لڑکوں سے محبت کرتا تھا اور اس کے قصے اس پر دلالت کرتے ہیں۔(نصب الرایه:53/1)

21۔حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے استاذ ابن الملقن رحمہ اللہ (متوفی 804ھ) نے فرمایا: "وهذااسناد ضعيف ،الحسن (بن)زیاد کذاب،قله غيرواحد"(البدر المنیر :501/5)

ظہور احمد دیوبندی حضروی کے(18)حوالے

جمہور محدثین کی اس جرح کے مقابلے میں ظہور احمد دیوبندی حضروی نے اٹھارہ (18) حوالے پیش کئے ہیں ،جن کا جائزہ درج ذیل ہے:

(1):-امام یحییٰ بن آدم (متوفی 203ھ) نے فرمایا: "مارأیت رجلاً قط أعلم من اللؤلؤی "میں نے لؤلؤی سے بڑا کوئی عالم نہیں دیکھا۔(معرفۃالرجال:927-960،روایۃابن محرز)،(تلامذہ۔۔۔ص:469،ملخصاً مع التصرف) — اس قول کے بنیادی راوی ابولعباس احمد بن محمد بن قاسم بن محرز البغدادی کی توثیق نامعلوم ہے،لہٰذاابن محرز کے مجہول الحال ہونے کی وجہ سے یہ قول ثابت نہیں۔

(2):-امام احمد بن عبدالحمید بن خالد الحارثی الکوفی (متوفی 269ھ) نے کہا: "مارأیت احسن خلقًا من الحسن بن زیادولاأقرب مأخذًاولاأسهل جانباًمع توفرفقهه وعلمه وزهده دورعه وكان يكسوماليكه كسوة نفسه"میں نے حسن بن زیاد سے زیادہ اچھے اخلاق والا کوئی شخص نہیں دیکھااور نہ قریب المأخذ ونرم جانب والا کوئی دیکھا ہے،اس کے ساتھ وہ ،وافر فقہ، علم،زہد اور پرہیز گاری والے تھے اور آپ اپنے غلاموں کو اسی طرح کے کپڑے پہناتے تھے جس طرح کے خود پہنتے تھے۔(مناقب الصیمری:131۔ تاریخ بغداد:315/7)-اس قول کی سند میں احمد بن محمد المسکی کی توثیق نامعلوم ہے۔

(3):-امام ابن حبان رحمہ اللہ (متوفی 352ھ) بحوالہ کتاب الثقات(168/8)- یہ راوی حسن بن زیاد الکوفی نہیں، بلکہ حسن بن زیاد الہمدانی ہے۔(تحقیق کے لئے دیکھئے:اسد الغابۃ:330/3۔معرفۃالصحابہ لابی نعیم :1881/4، ح:4832،ب،اور راقم الحروف کا مضمون:"ظہور احمد کی دس(10) دوڑخیاں اور دو غلی پالیسیاں"فقرہ نمبر:5)

(4):۔مسلمہ بن القاسم القرطبیؒ(353ھ)نے کہا:"وكان ثقة"(لسان المیزان:250/3) — مسلمہ بذاتِ خود جمہور کے نزدیک ضعیف ومجروح ہے:

مسلمہ بن القاسم القرطبیؒ کو امام ذہبی رحمہ اللہ نے ضعیف کہااور فرمایا:"ولم یکن بثقة"اور وہ ثقہ نہیں تھا۔(سیراعلام النبلاء:110/16)

ابن الفرضی (متوفی 403ھ)نے کہا:"وسمعت من ینسبه الی الکذب"محمدبن احمد بن یحییٰ القاضی نے فرمایا:وہ کذاب نہیں تھالیکن وہ ضعیف العقل تھا۔(تاریخ العلماءوالرواةللعلم بالاندلس:130/2-1423)

ابو جعفر المالقی نے کہا:"فیه نظر"ہمارے علم کے مطابق کسی نے بھی مسلمہ بن القاسم کی توثیق نہیں کی اوراس کا مشبہہ میں سے نہ ہونا یا کذاب نہ ہونااُس کے ضعیف ہونے کے منافی نہیں اور جب جمہور محدثین کی صریح جرح موجود ہے تو ظہور و نثار کی کوئی سنتا ہے؟!

یادرہے کہ ہمارا منہج واضح اورروشن ہے کہ جرح وتعدیل میں جمہور محدثین کو ہمیشہ ترجیح حاصل ہےاور ہم ظہور و نثار کی طرح مداری پن اور قلابازیوں کے قائل نہیں،ورنہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مسلمہ بن القاسم نےامام طحاوی کو ثقہ جلیل القدر فقیہ البدن وغیرہ قراردے کر لکھاہے:"وكان یذهب مذهب أبي حنیفةوكان شدیدالعصبیةفیه"اوروہ ابوحنیفہ کے مذہب پر تھے اوروہ اس میں شدید تعصب والے (سخت متعصب)تھے۔(لسان المیزان :276/1،دوسرانسخہ:417/1)

کیا ظہور و نثاراس بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیارہیں کہ طحاوی رحمہ اللہ شدید متعصب تھے؟!

(5):-امام ابو عوانہ یعقوب بن اسحاقؒ(متوفی316ھ)"اخرج له فی مستخرجه"عرض ہے کہ ہمیں مستخرج ابی عوانہ میں حسن بن زیاد لوٴلوٴی کی کوئی حدیث نہیں ملی اور جلد:1، صفحہ20، حدیث نمبر:16 والی روایت میں مطلقاً حسن بن زیاد ہے،لوٴلوٴی کی صراحت نہیں، لہٰذا حافظ ابن حجرؒ کی عبارت محل نظر ہے۔

یاد رہے کہ مستخرج ابی عوانہ میں عبدالعزیز بن محمد الدراوردی،ابو بکر بن ابی داود، نعیم بن حماد اور محمد بن اسحاق بن یسار رحمہم اللہ وغیرہم کی روایات بھی موجود ہیں،اوران راویوں پر ظہور احمد آلِ دیوبند ظالمانہ جرح کرتے ہیں، ظہور وشار کی یہ دورُخیاں اور دوغلی پالیسیاں کب تک جاری رہیں گی؟!

(6):-ابوالفرج ابن الندیم الرافضی(متوفی385ھ)نے کہا:"وکان فضلاًعالمًا بمذاهب أبي حنيفةفي الرأي"(الفہرست:258)یہ شخص بقولِ امام ذہبیؒ:"غیرموثوق به"یعنی غیر ثقہ اور بقولِ ابن حجرؒ:رافضی معتزلی تھا،لہٰذا ابن انجب کااس کی تعریف کرنامردود ہے۔

جمہور محدثین کرام کی جرح کے بعد"فاضل عالم"کلماتِ توثیق میں سے نہیں،لہٰذا غیر ثقہ رافضی معتزلی کی تعریف سے استدلال باطل ہے۔

(7):-امام حاکم نیشاپوریؒ(متوفی405ھ):روی له فی المستدرک(123/3،ح:4592)

عرض ہے کہ اس میں اللوٴلوی کی صراحت نہیں،لہٰذا اس استدلال میں نظر ہے۔

(8):-امام ابن عبدالبرؒ(متوفی463ھ)قال:"وهذاأصح ماقیل"الخ۔(بحواله استیعاب:572)

عرض ہے کہ الاستیعاب(573-231/1)میں بھی اللوٴلوی کی صراحت نہیں اور مختلف روایات میں سے کسی کو اصح قرار دینا تصحیح نہیں ہوتا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے سنن ترمذی میں پہلی حدیث امام سما بن حرب رحمہ اللہ کی سند سے بیان کی اور فرمایا:"هذا الحديث أصح شئى فى هذاالباب وأحق"(ح۱)

اس کی تشریح میں محمد تقی عثمانی دیوبندی نے کہا:"امام ترمذی مختلف حدیثوں کے بارے میں یہ لفظ استعمال کرتے ہیں،اوراس کا مطلب یہ ہوتاہے کہ اس باب میں یہ حدیث سب سے بہتر سند کے ساتھ آئی ہے، لیکن یہ ضروری نہیں ہوتا کہ وہ حدیث فی نفسہٖ بھی صحیح یا حسن ہو، بلکہ بعض اوقات حدیث ضعیف ہوتی ہے، لیکن چونکہ اس باب میں اس سے بہتر سند والی حدیث موجود نہیں ہوتی،اس لئے اس کو اصح یا حسن کہہ دیا جاتا ہے،البتہ مذکورہ حدیث فی نفسہٖ بھی صحیح ہے۔"(درس ترمذی:160/1)

ثابت ہوا کہ اصح سے توثیق کشید کرنا نرا مغالطہ ہے۔

(9):-ابن انجب(متوفی674ھ)نے لکھاہے:"كان فاضلاًعالمًا"(الدرالثمين فى اسماءالمصنفين:350)

جرح کے مقابلے میں یہ کلماتِ توثیق میں سے نہیں۔

نیز دیکھئے ظہور احمد کے فقرات میں سے فقرہ نمبر6 کا جواب۔

(10):-عبدالقادر القرشی(775ھ)یہ ایک غالی حنفی تھا،جس کے حوالے کی محدثین کرام کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں اورنہ یہ شخص ائمہ جرح وتعدیل میں سے تھا۔

(11):-امام تقی الدین ابن تیمیہ رحمہ اللہ(متوفی728ھ)نے کہا:"والحسن بن زياد أكثرهم تفريعًا"اوران لوگوں میں تفریعات نکالنے میں حسن بن زیاد سب سے زیادہ تھا۔(مجموع فتاویٰ:141/20)

اس عبارت میں کسی قسم کی توثیق کا نام ونشان تک نہیں،بلکہ مسلمہ بن القاسم جیسی عقل والے لوگوں کا استدلال اس جیسی عبارات پر ہی ہوتا ہے۔سبحان اللہ!

(12):-امام شمس الدین ابن القیم رحمہ اللہ (متوفی 751ھ) نے حسن بن زیاد کو کوفہ کے مشہور اور کبار فقہاء میں شمار کیا ہے۔

اس میں توثیق کہاں سے آ گئی ہے؟ سبحان اللہ!

(13):-امام شمس الدین الذہبی رحمہ اللہ (متوفی 748ھ) نے کہا: وہ ذکی ترین لوگوں میں سے تھے اور آپ کا شمار رائے کے ماہر ترین لوگوں میں ہوتا ہے۔ (سیراعلام النبلاء: 534/9)

نیز امام ذہبی رحمہ اللہ نے اسے "الامام" اور "العلامة" قرار دیا۔

عرض ہے کہ یہ توثیق نہیں اور اس کے مقابلے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے لؤلؤی مذکور کو اپنی کتابوں: دیوان الضعفاء (185/1-905) اور المغنی فی الضعفاء (248/1-1405) میں ذکر کیا اور فرمایا: "قلت: لم یخرجواله فی الکتب الستةلضعفه ،کان رأسًافی الفقه" میں نے کہا: کتبِ ستہ والوں نے اس کے ضعف کی وجہ سے اس سے روایت بیان نہیں کی اور وہ فقہ میں سردار تھا۔ (العبرفی خبرمن غبر: 270/1، وفیات: 270ھ)

اس جرح کے مقابلے میں ظہور احمد نے یہ ڈراما کیا ہے کہ "اصحاب صحاح ستہ کا کسی شخص سے روایت نہ لینا اس شخص کے ضعف کو مستلزم نہیں ہے۔۔۔" (تلامذہ، ص: 514)

حالانکہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے مجرد روایت نہ لینا نہیں لکھا بلکہ "لضعفه" کا لفظ لکھا ہے: اس کے ضعیف ہونے کی وجہ سے۔

ظہور احمد نے لکھا ہے: "اور خود زبیر علی زئی نے لکھا ہے کہ جس شخص کو "الامام الفقیه" قرار دیا جائے اس کا مقام صدوق ہے۔" (تلامذہ۔۔۔ ص: 483، بحوالہ الحدیث شمارہ: 7، ص: 13)

ماہنامہ الحدیث حضرو کے صفحہ مذکورہ پر ظہور احمد کی لکھی ہوئی عبارت قطعاً موجود نہیں، بلکہ راقم الحروف نے اپنی طرف سے ایک راوی کے بارے میں بطورِ اجتہاد لکھا تھا: "اس کا مقام صدوق کا مقام ہے۔" (الحدیث :7، ص:13)

یہ میری اپنی رائے ہے اور اس ذاتی رائے سے بھی رجوع کا اعلان ہے۔ والحمدللہ

(14):- بدرالدین العینی (متوفی 885ھ) یہ ایک متعصب حنفی تھا، لہٰذا جمہور محدثین کے مقابلے میں اس کے حوالے کا وجود اور عدم وجود ایک برابر ہے۔

عبدالحیٔ لکھنوی نامی ایک مولوی (جسے ظہور احمد نے امام کا لقب دے رکھا ہے، دیکھئے فقرہ:18) نے عینی کے بارے میں لکھا ہے: "ولولم یکن فیہ رائحة التعصب لامذھبی لکان أجودوأجود" اور اگر اس میں مذہبی تعصب کی بُو نہ ہوئی تو بہتر تھا اور بہتر تھا۔ (الفوائد البھیہ، ص:208)

(15):- امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی 852ھ) عرض ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے حسن بن زیاد اللؤلؤی کی توثیق قطعاً نہیں کی، لہٰذا ظہور احمد نے اُن پر جھوٹ بولا ہے۔

ظہور احمد نے لکھا ہے: "جب کہ خود علی زئی کو بھی یہ بات تسلیم ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ "فتح الباری" جو حدیث نقل کر کے اس پر سکوت کریں، وہ ان کے نزدیک کم از کم حسن ضرور ہوتی ہے۔" (تلامذہ۔۔۔ ص:482)

عرض ہے کہ یہ میری بات ہر گز نہیں، بلکہ استاذ محترم حافظ عبدالمنان نورپوری رحمہ اللہ کی عبارت ہے۔ (طبع مارچ 2004ء) اور اس عبارت کو نور العینین کے بعد والے طبعات سے نکال دیا گیا ہے۔ (دیکھئے نور العینین طبع اپریل 2011ء، صفحہ:182، طبع دسمبر 2007، صفحہ:182، طبع دسمبر 2006، صفحہ 182)

لہٰذا ظہور احمد نے عبارت مذکورہ میں راقم الحروف کے بارے میں صریح جھوٹ بولا ہے۔

(16):- ابن تغری بردی (متوفی874ھ) نے لکھا ہے: "الامام أحد العلماء الأعلام---" یوسف بن تغری بردی ایک حنفی مولوی تھا اور بس!

اسماء الرجال کے مقدس علم میں جلیل القدر محدثین کے مقابلے میں ابن تغری بردی کے حوالوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

(17):- بارہویں صدی ہجری کے شافعی مولوی ابن الغزی (متوفی1167ھ) کا حوالہ!

عرض ہے کہ شرم کریں!

(18):- چودھویں صدی کے متعصب مولوی عبدالحئ لکھنوی (متوفی1304ھ) کا حوالہ!

عرض ہے کہ شرم کریں اور اللہ سے ڈریں!

حسن بن زیاد اللؤلؤی پر درج ذیل محدثین کرام نے جرح کی ہے:

امام یحییٰ بن معین، امام دارقطنی، امام یعقوب سفیان الفارسی، امام نسائی، امام یزید بن ہارون، امام محمد بن رافع نیشاپوری، امام حسن بن علی الحلوانی، امام یعلیٰ بن عبید، امام ابوحاتم الرازی، امام وکیع، امام جوزجانی، امام عقیلی، امام ابن الجوزی، امام ابن عدی، امام ابن شاہین، حافظ سمعانی، حافظ ہیثمی اور حافظ ذہبی وغیرہم۔ رحمہم اللہ

ان کے مقابلے میں ظہور احمد نے درج ذیل نام پیش کئے ہیں:

1: یحییٰ بن آدم (قول ہی ثابت نہیں)

2: احمد بن عبدالحمید الحارثی (ثابت نہیں)

3: ابن حبان رحمہ اللہ (ثابت نہیں)

4: مسلمہ بن قاسم (بذاتِ خود ضعیف ہے)

5: ابو عوانہؒ (مشکوک حوالہ ہے)

6: ابن الندیم (بذاتِ خود رافضی معتزلی اور غیر ثقہ تھا)

7: حاکمؒ (توثیق ثابت نہیں)

8: ابن عبدالبرؒ (توثیق ثابت نہیں)

9: ابن انجب

10: عبدالقادر قرشی (حنفی غالی مولوی تھا)

11: ابن تیمیہؒ (توثیق ثابت نہیں)

12: ابن القیمؒ (توثیق ثابت نہیں)

13: ذہبیؒ (توثیق ثابت نہیں)

14: عینی (متعصب مولوی اور غالی حنفی تھا)

15: ابن حجر عسقلانیؒ (توثیق ثابت نہیں)

16: ابن تغری بردی (حنفی مولوی تھا)

17: ابن الغزی

18:عبدالحئی لکھنوی (غالی حنفی مولوی تھا)

ایک دوحوالوں کی بنیاد پر ظہور احمد صاحب امام یحییٰ بن معین ﷫ اور جمہور محدثین کرام کی شدید جروح کورد کرنا چاہتے ہیں۔ سبحان اللہ!

معلوم یہی ہوتا ہے کہ شیعہ روافض کی طرح آلِ دیوبند کا اسماءالرجال اور ہے اور اہلِ سنت کے محدثین کرام کا اسماءالرجال اور ہے۔ وما علینا الا البلاغ

(11/شعبان 1433ھ، بمطابق: 2/جولائی 2012ء)